تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ 1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنة) باکستان

الشھادۃ العالمیة "السنة الاولیٰ" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الاولیٰ: العقائد والکلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام:۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دوسوال حل کریں۔

حصہ اوّل......عقائدِ نسفیه

سوال نمبر 1:-(الف) حقائق اشیاء کے متعلق درست عقیدہ اور سوفسطائیہ کے تین گروہوں کے نظریات تحریر کریں؟۵

(ب) علم کے تین اسباب صحیح حواس، سچی خبر اور عقل کی وضاحت کریں؟۱۰

سوال نمبر 2:-(الف) کلام کی دو قسمیں لفظی و نفسی کی وضاحت کریں؟۱۵

(ب) امام المسلمین اور اس کی ذمہ داری بیان کریں؟۱۰

سوال نمبر 3:-(الف) شرائط خلافت تحریر کریں؟۱۵

(ب) امامت اور قریشیت کے بارے میں اسلامی نظریہ لکھیں؟۱۰

حصہ دوم......الحق المبین

سوال نمبر 4:-(الف) قرآن حکیم سے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل پیش کریں؟۱۵

(ب) تکفیر مسلمین کے حوالے سے اہل سنت کا نظریہ بیان کریں؟۱۰

سوال نمبر ۵:-(الف) افضلیت واصالت مصطفویہ پر مضمون لکھیں؟۱۵

(ب) کسی کلام میں ننانوے وجوہ کفر اور ایک اسلام کی ہو تو اس بارے درست مؤقف کیا ہے؟۱۰

سوال نمبر 6:-(الف) اشیاء کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں عقیدہ تفصیل سے بیان کریں؟۱۵

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔الحق المبین کی روشنی میں وضاحت کریں؟۱۰

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2021ء

پہلا پرچہ: عقائدوکلام

حصہ اول......عقائد نسفیہ

سوال نمبر ۱:- (الف) حقائق اشیاء کے متعلق درست عقیدہ اور سوفسطائیہ کے تین گروہوں کے نظریات تحریر کریں؟

(ب) علم کے تین اسباب صحیح حواس، سچی خبر اور عقل کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حقائق اشیاء کے حوالے سے درست عقیدہ اور سوفسطائیہ کے تین گروہوں کے انکار:

حقائق اشیاء کے حوالے سے درست عقیدہ:

اہل حق نے کہا کہ تمام اشیاء کے حقائق نفس الامر میں ثابت ہیں۔ حقائق، حقیقۃ کی جمع ہے اور حقیقت و ماہیت وہ شیء ہوتی ہے، جس کے سبب یہ شیء، شیء ہو۔ اگر اس سے قطع نظر کر لی جائے تو شیء ہی باقی نہ رہے جیسے حیوان ناطق، انسان کی حقیقت و ماہیت ہے کہ انسان کا تصور بغیر حیوان ناطق کے نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ ذاتیات ہیں اور ذاتیات کا تصور بغیر ذاتیات کے نہیں ہوسکتا، بخلاف ضاحک اور کاتب کے کہ ان کے بغیر انسان کا تصور ممکن ہے، کیونکہ یہ عوارض ہیں۔ پس اس گفتگو کے مطابق حقیقت و ماہیت دونوں مساوی ہیں کوئی فرق نہیں۔

سوفسطائیہ کے تینوں گروہوں کے نظریات:

''سوف'' کا معنیٰ ''علم وحکمت'' ہے اور ''سطائیہ'' کا معنیٰ ہے: من گھڑت، لہٰذا ''سوفسطائیہ'' نام ہے: حکمة مموهة اور علم مزخرف کا یعنی ملمع سازی کی حکمت علم مثلاً پیتل پر سونے کا پانی چڑھانا۔

تینوں گروہوں کے نام وعقائد درج ذیل ہیں:

(۱) عنادیہ: یہ حقائق الاشیاء کا انکار کرتے ہیں اور ان حقائق کو اوہام اور خیالات باطلہ گمان کرتے ہیں۔

(۲) عندیہ: یہ عقائق کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد کے تابع ہیں، اگر

ہم کسی چیز کے جوہر ہونے کا اعتقاد کریں گے، تو وہ جوہر ہوگا، یا عرض ہونے کا اعتقاد کریں گے، تو وہ عرض ہوگا۔

(۳) لا ادریہ: یہ ثبوت و عدم ثبوت شیء کے علم کا انکار کرتے ہیں، شیء کے ثبوت و عدم ثبوت میں شک کرتے ہیں اور اپنے اس شک میں بھی شک کرتے ہیں۔

جواب: (ب) علم کے تین اسباب: صحیح حواس، سچی خبر اور عقل کی وضاحت:

صحیح حواس: حواس صحیحہ پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) سمع: وہ قوت جو کان کے سوراخ کے پیچھے بچھائے ہوئے پردوں میں رکھی گئی ہے، جب ہوا کے ذریعے آواز ان پردوں تک پہنچتی ہے تو انسان کو آواز کا ادراک ہوتا ہے۔

(ii) بصر: وہ قوت ہے، جو دو پٹھوں میں رکھی گئی ہے، یہ دونوں پٹھے دماغ میں ملے ہوئے ہیں اور ایک کا ایک آنکھ سے تعلق ہوتا ہے۔

(iii) شم: دماغ کے اگلے حصہ میں دو ابھرے ہوئے گوشت کے فالتو حصوں میں یہ قوت رکھی گئی ہے، جب ہوا کے ذریعے کوئی بو خیشوم تک پہنچتی ہے، تو اس قوت کے ذریعے سے اس کا ادراک ہوتا ہے۔

(iv) لمس: تمام جسم میں ایک قوت رکھی گئی ہے، اس سے گرمی اور سردی، خشکی اور تری کا احساس ہوتا ہے۔

(v) ذوق: یہ قوت زبان میں رکھی گئی ہے، اس میں میٹھے اور کڑوے کا ادراک ہوتا ہے۔

خبر صادق: وہ ہے جو واقع کے مطابق ہو، کیونکہ خبر ایک کلام ہے اور اس کی خارج کے ساتھ ایک نسبت ہے۔

خبر صادق کی دو اقسام ہیں:

(۱) خبر متواتر: وہ خبر ہے، جو قوم کی زبانوں پر صادق ہو اور وہ قوم لحاظ تعداد اتنی ہو کہ ان کا عادۃً جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

(۲) خبر رسول المؤید بالمعجزہ: اس سے علم استدلالی حاصل ہوتا ہے، علم استدلالی سے مراد وہ علم ہے، جو نظر فی الدلیل سے ثابت ہو۔ جو علم خبر رسول سے حاصل ہوتا ہے، یہ تیقن و ثبات میں علم ضروری کے مشابہ ہے۔

عقل: وہ قوت ہے، جس سے نفس علوم و ادراکات کے لیے تیار ہوتا ہے۔ عقل سے جو علم بغیر فکر کے حاصل ہو، وہ علم ضروری ہوتا ہے مثلاً کل، جز سے بڑا ہوتا ہے اور جو علم استدلال کے ذریعے حاصل ہو، وہ اکتسابی ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) کلام کی دو قسمیں لفظی و نفسی کی وضاحت کریں؟

(ب) امام المسلمین اور اس کی ذمہ داری بیان کریں؟

جواب: (الف) کلام لفظی و نفسی کی وضاحت:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو مخلوق نہیں یعنی پیدا نہیں کیا گیا۔ دراصل قرآن کی دو صورتیں ہیں: ایک کلام نفسی ہے اور دوسرا کلام نفسی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی ہے، اس کی صفت ہے کہ اس کی مخلوق نہیں، لہٰذا اس اعتبار سے قرآن مجید مخلوق نہیں لیکن جو ہمارے پاس الفاظ اور حروف ہیں، یہ مخلوق ہیں قدیم و ازلی نہیں ہیں۔

یہ قرآن مجید مصاحف یعنی کاغذوں میں لکھا ہوا ہے اور ہمارے دلوں میں بھی محفوظ ہے، حفاظ قرآن کے سینے اس سے منور اور مالا مال ہیں۔ ہم اس قرآن کو اپنی زبانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں، اس کے باوجود قرآن مجید کلام نفسی، مصاحف، دلوں، زبانوں اور کانوں میں اترتا نہیں۔ اس کا پڑھنا، سننا، لکھنا وغیرہ اس عبارت کے ذریعے ہوتا ہے، جو عبارت اس کلام پر دلالت کرتی ہے۔

جواب: (ب) امام المسلمین اور اس کی ذمہ داریاں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مر جائے اور وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ جانتا ہو، تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے بالاتفاق امام کے تقرر کو ضروری سمجھا۔ بہت سے احکام شرعیہ کی ادائیگی امام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے مسلمانوں پر اتفاق رائے سے امام کا تقرر ضروری ہے۔

امام وقت کے فرائض منصبی اور ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

(۱) احکام شرعیہ نافذ کرنا، (۲) حدود قائم کرنا، (۳) سرحدوں کی حفاظت کرنا، (۴) لشکر کو تیار کرنا، (۵) زکوٰۃ وصول کرنا، (۶) ظالموں، چوروں اور ڈاکوؤں کو مغلوب کرنا، (۷) جمعہ اور عیدین کی نمازیں قائم کرنا، (۸) لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جھگڑے کو ختم کرنا، (۹) حقوق پر قائم ہونے والی شہادتیں قبول کرنا، (۱۰) چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کا نکاح کرنا، جن کا کوئی ولی نہ ہو، (۱۱) مال غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنا۔

سوال نمبر 3:۔ (الف) شرائط خلافت تحریر کریں؟

(ب) امامت اور قریشیت کے بارے میں اسلامی نظریہ لکھیں؟

جواب: (الف) شرائط خلافت:

مشہور شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) وہ ظاہر ہو اور پوشیدہ نہ ہو، (۲) اس کا تعلق قریش سے ہوگا نہ کہ غیر سے، (۳) اس کے لیے معصوم

ہونا شرط نہیں، (۴) اس کا اپنے زمانہ کے لوگوں سے افضل بھی شرط نہیں، (۵) وہ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو، (٦) وہ سیاستدان اور دور اندیش ہو، (۷) علم، عدل اور شجاعت کا مالک۔

جواب: (ب) امامت اور قریشیت کے حوالے سے اسلامی نظریہ:

امام قریش سے ہونا چاہیے، غیر قریش سے ہونا جائز نہیں ہے۔ بنی ہاشم اور اولادِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں یعنی امام کا قریشی ہونا شرط ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے کہ امام قریش میں سے ہو، یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے مگر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو انصار کے مقابلہ میں بطور استدلال پیش کیا، تو کسی نے انکار نہیں کیا، تو اس طرح یہ حدیث متفق علیہ ہوگئی۔ اس شرط میں خوارج اور بعض معتزلہ کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ تاہم ہاشمی اور یا علوی ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ دلائل سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت ثابت ہے، باوجود یہ کہ یہ بنو ہاشم میں سے نہیں تھے، اگرچہ وہ قریش میں سے تھے، کیونکہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کا نام ہے اور ہاشم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان عبدالمطلب کے باپ کا نام ہے۔

حصہ دوم.....الحق المبین

سوال نمبر 4:۔(الف) قرآن حکیم سے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل پیش کریں؟
(ب) تکفیر مسلمین کے حوالے سے اہل سنت کا نظریہ بیان کریں؟

جواب: (الف) قرآن کریم سے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل:

اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ تمام دین ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ملا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اور رسولوں اور یوم قیامت وغیرہ عقائد و اعمال سب چیزوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عطا فرمایا۔ اس لیے سارے دین کی بنیاد اور اصل الاصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے، اور بس۔ بنابریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایسی عظیم ہے جس کے وزن کو مومن کا دل و دماغ محسوس کرتا ہے۔ مگر کما حقہ کا اظہار کسی صورت سے ممکن نہیں۔ ایسی صورت میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کسی مسلمان سے مخفی نہیں رہ سکتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہایت اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو بارگاہ رسالت کے آداب کی تعلیم فرمائی۔

ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (۲) (پ:۲٦، سورہ

حجرات)

اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو، جیسے تم ایک دوسرے سے آپس میں زور سے بولا کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب کچھ اکارت جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o (۳)(پ:۲۶، سورہ حجرات)

بے شک جو لوگ اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ رسول اللہ کے نزدیک وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ o (۴) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o (۵)(پ:۲۶، سورہ حجرات)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جو لوگ آپ کو آپ کے رہنے کے حجروں سے باہر پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ خود حجروں سے نکل کر ان کی طرف تشریف لے آتے، تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o (۱۰۴)(پ:۱، سورہ بقرہ)

اے ایمان والو! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہہ کر خطاب نہ کیا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو اور دھیان لگا کر سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے عذاب دردناک ہے۔

ان آیات طیبات میں بارگاہ رسالت کے آداب اور طرز تخاطب میں تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھنے کی جو ہدایات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں، محتاج تشریح نہیں۔

جواب: (ب) تکفیر مسلمین کے حوالے سے اہل سنت کا نظریہ:

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیابنہ کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، بابیوں، بہائیوں، حتیٰ کہ ندویوں، کانگرسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ گویا بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکا۔ اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ سبحانك هذا بهتان عظيم۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو

کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم والتزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھتے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسمٰعیل صاحب کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (ملاحظہ فرمائیے الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی، صفحہ: ۶۲)

حیرت ہے ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں۔ انھوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ عوام کی توجہ ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے لیکن باخبر لوگ کل بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

ہمارا مسلک:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کر لے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بناء پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ چہ جائے کہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندیا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحبوبانِ ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس۔ اس کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر ان کو شمار کیا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے، نہ لیگی، نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

سوال نمبر 5:- (الف) افضلیت واصالت مصطفویہ پر مضمون لکھیں؟

(ب) کسی کلام میں ننانوے وجوہ کفر اور ایک اسلام کی ہو تو اس بارے درست موقف کیا ہے؟

جواب: (الف) افضلیت واصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مضمون:

اظہار کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فرد مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو ازروئے دلیل بہ ہیئت مخصوصہ اس کے ساتھ مختص نہیں، تو اس کمال کو حضور کے لیے اس بناء پر تسلیم کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں، جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصول بالکل صحیح ہے۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فروع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔ بخلاف عیب کے یعنی یہ ضروری نہیں کہ فرع کا عیب اصل کے عیب کی دلیل بن جائے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے درخت کی بعض ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں مگر جڑ تازہ رہتی ہے، اس لیے کہ اگر جڑ ہی خشک ہوجاتی تو اس کی ایک شاخ بھی سرسبز وشاداب نہ رہتی اور جب سوائے چند شاخوں کے سب ٹہنیاں سرسبز وشاداب ہوں تو معلوم ہوگا کہ جڑ تازہ ہے اور یہ چند شاخیں جو مرجھا کر خشک ہوگئی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی اور باطنی طور پر ان کا تعلق اصل سے ٹوٹ گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات فرع کا عیب اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے، جب اصل میں عیب پایا جائے اور جب اصل کا عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو، تو پھر فروع کا کوئی عیب اصل کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ اصل کائنات یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہے۔ خود نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں بار بار تعریف کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ نقص وعیب مذمت کا موجب ہے نہ کہ تعریف کا۔ لہٰذا یہ واضح ہوگیا۔ موجودات ممکنہ کے عیوب ونقائص اصل ممکنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہوسکتے بلکہ ان کا اصل عیب یہی ہے کہ وہ باطنی اور معنوی طور پر اپنی اصل سے منقطع ہوکر اس کے فیوض وبرکات سے محروم ہو گئے۔

علیٰ ہذا القیاس ہم کہہ سکتے ہیں کہ موجودات عالم کا ہر کمال، کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ مگر کسی فرد عالم کا عیب معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس فرد میں عیب پایا جاتا ہے، درحقیقت وہ اندرونی اور باطنی طور پر اصل کائنات یعنی روحانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے منقطع ہو چکا ہے۔ گویا اصل سے کٹ جانا ہی عیب ہے۔ ہمارے اس بیان کی روشنی میں مخالفین کا ان تمام حوالہ جات کو پیش کرنا بے سود ہوگا۔ جن سے وہ ثابت کیا کرتے ہیں کہ افضلیت کو اعلمیت مستلزم نہیں۔

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے افضل ہیں لیکن بعض علوم حضر خضر علیہ السلام کے لیے حاصل ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ان کا حصول ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مخالفین نے ابھی تک اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر دوسروں کی افضلیت کا قیاس کرنا درست نہیں۔ اس لیے حضور اصل کائنات ہیں اور یہ وصف اصالت عامہ حضور کے علاوہ کسی کو نہیں ملا۔ بنابریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اعلمیت کو مستلزم ہوگی اور حضور کے علاوہ کسی دوسرے کی افضلیت میں اعلمیت کا استلزام نہ ہوگا۔

اس بات کی تائید وتصدیق کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور سب انبیاء کے خاتم ہیں بلکہ یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے باب ۴۹۱ کے علوم میں ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد دنیا اور آخرت کا کوئی علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنیت (روحانیت) کے بغیر کسی ذریعہ سے حاصل نہیں کرسکتا۔ برابر ہے کہ انبیاء متقدمین ہوں یا وہ علماء ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متاخرین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اولین وآخرین کے تمام علوم عطا کیے گئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم آخرین سے ہیں (پھر ہمارا کوئی علم بلاواسطہ روحانیت محمدیہ کیونکر حاصل ہوسکتا ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم کے حکم میں تعمیم فرمائی۔ لہٰذا یہ حکم ہر قسم کے علوم کو شامل ہے۔ خواہ وہ علم منقول ہو یا معقول ہو یا مفہوم وموہوب۔ لہٰذا ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں علی الاطلاق سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

جواب: (ب) کسی کلام میں ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ اسلام کی ہو، تو اس کی وضاحت:

اس مقام پر شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو، تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ قول اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو کہ کفر صریح نہ ہو، لیکن جو کلام مفہوم تو ہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہوسکتی۔ دیکھئے اکفار الملحدین کے ص:۲۷ پر علماء دیوبند کے مقتداء مولوی انور شاہ صاحب کشمیری لکھتے ہیں:

قال حبیب بن ربیع ان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل .

حبیب ابن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا اور اگر باوجود صراحت

تاویل کی گئی تو وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد خود بمنزلہ کفر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: یہی مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی اکفار الملحدین کے ص: ۶۲ پر لکھتے ہیں:

التاویل الفاسد کالکفر ۔ تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

سوال نمبر 6:-(الف) اشیاء کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں عقیدہ تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ الحق المبین کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اشیاء کے وقوع سے قبل اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہونا:

بعض بدعقیدہ لوگوں کا نظریہ:

بعض بدعقیدہ اور مذہب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ دیکھئے مولوی حسین علی صاحب اپنی تفسیر بلغۃ الحیران مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور بار اول ص ۱۵۷، ۱۵۸ پر ارقام فرماتے ہیں:

''اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا برے کریں''

اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنی جیسا کہ و سیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث الفاظ اس مذہب پر منطبق ہیں۔

اہل سنت کا مذہب:

اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے۔ دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱

من اعتقد ان اللہ لا یعلم الاشیاء قبل وقو عھافھو کافروان عد قائلہ من اھل البدعۃ ۔

(جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو)

آیہ کریمہ و سیعلم الذین اور اس قسم کی دیگر آیات و احادیث میں مجاہدین و غیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائے گا۔ یہاں ''علم'' سے تمیز مراد ہے۔ فلیعلمن اللہ بمنزلۃ فلیمیز اللہ کے ہے جسے اللہ تعالیٰ کے قول: لیمیز اللہ الخبیث من

الطیب میں خبیث کا طیب سے جدا ہونا منصوص ہے ایسے ہی ان آیات میں (جنہیں مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھا ہے) مومنین و منافقین اور مجاہدین وغیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد ثانی ص ۷۰۳ پر مرقوم ہے:

فلیعلمن اللہ علم اللہ ذلک انما ھی بمنزلۃ فلیمیز اللہ کقولہ لیمیز اللہ الخبیث (انتھی)

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم وکبیر کو ان کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔

بعض بدعقیدہ لوگوں کا مذہب:

اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب کے قائل ہیں۔ دیکھئے ضمیمہ براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۷۲

"امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔"

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

جواب: (ب) شانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کفر ہونا:

شرح شفا قاضی عیاض ملا علی القاری جلد ۲، ص ۳۹۳ پر ہے:

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شائم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمستنقص لہ کافر ومن شك فی کفرہ وعذابہ کفر. (اکفار الملحدین از مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، ص:۵۱)

محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثانيه: الميراث

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: چوتھا سوال لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-(الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) تداخل، تماثل اور تباین کی تعریف کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2:-(الف) شوہر کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں وضاحت سے لکھیں؟ ۱۵

(ب) عصبہ بنفسہ کی تعریف کرتے ہوئے بالترتیب اس کے افراد بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-(الف) علم فرائض کے "نصف العلم" ہونے کی تین وجوہ بیان کریں؟ ۱۵

(ب) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے کوئی سے چار مسائل حل کریں۔ ۴۰

(الف)	شوہر	بھائی	بھائی	بہن
(ب)	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹی
(ج)	باپ	بھائی	بہن	
(د)	بھائی	بہن	بہن	
(ھ)	شوہر	بیٹا	باپ	
(و)	دادا	بھائی	بہن	

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2021ء

دوسرا پرچہ: علم المیراث

سوال نمبر ۱:۔ (الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں وضاحت کریں؟

جواب: (الف): موانع ارث چار ہیں:

۱۔ رقیت، ۲۔ قتل، ۳۔ اختلاف دین، ۴۔ اختلاف دار۔

(۱) رقیت:

شرعی غلام یا لونڈی ہونا پہلا مانع ارث ہے، عام ازیں کہ رقیت کامل ہو (جیسے قن یعنی مکمل غلام، یا رقیت ناقص ہو جیسے مکاتب مدبر اور ام ولد)

(۲) قتل:

کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا یہ دوسرا مانع ارث ہے یعنی جس قتل سے قاتل پر قصاص یا کفارہ لازم آئے تو ایسا قاتل مقتول کی جائیداد سے محروم رہے گا۔

قتل کی اقسام مع الاحکام درج ذیل ہیں:

قتل عمد:

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو، تو اسے قتل عمد کہتے ہیں، قتل عمد کے ساتھ قصاص لازم آتا ہے۔

قتل شبہ عمد:

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو لیکن قتل کسی ایسی چیز سے ہو، جو نہ تو تیز دھار ہو اور نہ ہی بطور ہتھیار استعمال ہو جیسے لاٹھی یا اینٹ سے قتل کرنا، تو ایسے قتل کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں۔

ایسے قاتل پر کفارہ لازم آتا ہے۔

قتل خطاء:

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر نہ ہو، بلکہ وہ قتل غلطی سے واقع ہو جیسے کسی شکار پر چھوڑی گئی گولی، اتفاق سے کسی آدمی کو جا لگے اور آدمی مر جائے، تو ایسے قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اسکے عصبہ پر دیت واجب ہے۔

قتل کی ان مذکورہ تینوں صورتوں میں قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ قاتل مکلف ہو۔

قائم مقام قتل خطاء:

جو قتل سونے کی حالت میں کسی دوسرے پر گرنے کی وجہ سے ظاہر ہو، وہ قائم مقام قتل خطاء ہے، ایسے قاتل پر قتل خطاء کا حکم جاری ہوتا ہے۔

قتل بسبب:

کسی شخص نے دوسرے کی زمین پر گڑھا کھودا اور اس میں کوئی شخص گر کے مر گیا، تو یہ قتل بسبب ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص پر نہ تو قصاص ہے اور نہ ہی کفارہ لازم ہے۔ البتہ اس کے عصبہ کے ذمہ دیت ہے۔ اس نوعیت کا قتل محرومی وراثت کا باعث نہیں بنتا۔

(۳) اختلافِ دین:

وارث اور مورث ان دونوں میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا اور دوسرے کا غیر مسلم ہونا، یہ وارث کیلیے تیسرا مانع ارث ہے۔

(۴) اختلاف دار (ملک):

غیر مسلم وارث اور غیر مسلم مورث کے ملکوں کا مختلف ہونا یہ وارث کے لیے چوتھا مانع ارث ہے اور وارث اور مورث کے ملکوں کا اختلاف یا تو حقیقی ہوگا یا حکمی۔

حقیقی اختلاف:

اختلاف دار یہ ہے کہ وارث اور مورث ان دونوں میں سے کوئی ایک دار اسلام میں ہو اور دوسرا دار الحرب میں ہو جیسے حربی اور ذمی۔

حکمی اختلاف:

حکمی اختلاف یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک شرعی اعتبار سے دار السلام سے ہو اور دوسرا دار الحرب سے ہو، اگرچہ دونوں ایک ہی اسلامی ملک میں رہ رہے ہوں جیسے مستامن اور ذمی۔

(ب) تداخل، تماثل اور تباین کی تعریف کریں؟

جواب: (ب) تداخل کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے، تو دو عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متداخل کہیں گے جیسے 4 اور 8 وغیرہ۔

تماثل کی تعریف:

جو دو عدد باہم برابر ہوں ایسے دو عددوں میں تماثل کی نسبت ہوگی، ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متماثل کہیں گے۔

جیسے 5 اور 5، 9 اور 9 وغیرہ۔

تباین کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں، ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم بھی نہ ہو رہا ہو اور کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو، جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے، تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متباین کہیں گے۔

جیسے 3 اور 5...... 21 اور 47 وغیرہ۔

سوال نمبر 2:۔ (الف) شوہر کی کل کتنی اور کون کون سی حالتیں ہیں وضاحت سے لکھیں؟

جواب: (الف) شوہر کے احوال:

خاوند کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے اور اس کی ایک ہی شرط ہے:

یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی اور پوتی (خواہ نچلے درجے کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو۔

دوسری حالت: دوسری حالت ربع ($\frac{1}{4}$) ہے اور اس کی بھی ایک شرط ہے:

یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی اور پوتا، پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

(ب) عصبہ بنفسہ کی تعریف کرتے ہوئے بالترتیب اس کے افراد بیان کریں؟

جواب: (ب) عصبہ بنفسہ کی تعریف:

عصبہ بنفسہ اس مرد کو کہتے ہیں، جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے، تو درمیان میں مؤنث کا واسطہ نہ ہو۔

افراد:

میت کا بیٹا، باپ، بھتیجا، پوتا، پڑپوتا، دادا، پڑدادا، بھائی، چچا، چچا کا بیٹا، چچا کا پوتا، چچا کا پڑپوتا وغیرہ۔

سوال نمبر 3:۔ (الف) علم فرائض کے "نصف العلم" ہونے کی تین وجوہ بیان کریں؟

جواب: (الف) نصف العلم کی وجوہ:

علم فرائض کے "نصف العلم" ہونے کی تین وجوہ درج ذیل ہیں:

پہلی وجہ: انسان کی دو حالتیں ہیں:

i-زندگی، ii-موت

زندگی میں باقی تمام علوم کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم فرائض موت کے ساتھ خاص ہے۔اس لحاظ سے علم فرائض، نصف علم ہوا۔

دوسری وجہ: مِلک کی دو صورتیں ہیں:

i-مِلک اختیار، ii-مِلک غیر اختیاری (اضطراری)

وراثت کے علاوہ بقیہ تمام اشیاء کا تعلق "مِلک اختیاری" سے ہے اس لحاظ سے بھی علم فرائض، نصف علم ہوا۔

تیسری وجہ: احکام شرعیہ کی باعتبار ماخذ دو اقسام ہیں:

i-وہ احکام شرعیہ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

ii-وہ احکام شرعیہ جو قیاس واجتہاد سے ثابت ہیں۔

چونکہ علم فرائض کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے مستنبط ہیں...... اس لحاظ سے بھی علم فرائض، نصف علم ہوا۔

(ب) علم فرائض کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت تحریر کریں؟

جواب: (ب) علم فرائض کی تعریف:

فرائض فریضۃ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں مقررہ حصہ اور اصطلاح میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ میت کے ترکہ (مرنے والے کا بچا ہوا مال) میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

علم فرائض کا موضوع:

علم فرائض کا موضوع ترکہ اور وارث ہے، کیونکہ علم فرائض میں ترکہ اور وارث کے متعلق ہی بحث ہوتی ہے کہ متوفی کے ترکہ کے کون کون سے افراد وارث بنتے ہیں۔

علم فرائض کی غرض وغایت:

ورثاء تک ان کا پورا پورا حق پہنچانا، یہ علم فرائض کی غرض وغایت ہے۔

سوال نمبر 4:- درج ذیل چار مسائل حل کریں؟

(الف) شوہر بھائی بھائی بہن

(ب) بیوی بیٹا بیٹا بیٹی

(ج) باپ بھائی بہن

(د) بھائی بہن بہن

(ھ)	شوہر	بیٹا	باپ
(و)	دادا	بھائی	بہن

جواب: (الف)

مسئلہ 6

میـــــــــــــــــت

شوہر	بھائی	بھائی	بہن
½	1/3		1/6
3	2		1

(ب):

مسئلہ 24/8

میـــــــــــــــــت

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹی
1/8		عصبہ	
1		7	
3		21	

(ج):

مسئلہ نمبر 1

میـــــــــــــــــت

باپ	بھائی	بہن
عصبہ	مجوب	مجوب
1	0	0

(د):

مسئلہ نمبر 3

میـــــــــــــــــت

بھائی	بہن	بہن
1/3	عصبہ	
2	1	

(ھ):

میـــــــــــــت

شوہر	بیٹا	باپ
1/4	عصبہ	1/6
3	7	2

(و):

میـــــــــــــت

دادا	بھائی	بہن
عصبہ	مجحوب	مجحوب
1	0	0

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثالثة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:-لايحل للرجل أن يتزوج بأمه ولا جداته من قبل الرجال والنساء.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) ام اور جدات کی حرمت کی دلیل بیان کریں؟ (۱۰=۵+۵)

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها.

(ج) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشوافع کا اختلاف بالدلائل ذکر کریں؟ (۱۴)

سوال نمبر 2:-نكاح المتعة باطل

(الف) متعہ کی تعریف کریں نیز کس امام کے نزدیک جائز ہے؟ (۱۲=۶+۶)

(ب) ہمارے نزدیک متعہ کا ناسخ کیا ہے؟ (۱۰)

(ج) وابن عباس صح رجوعه إلى قولهم سے صاحب ہدایہ کیا بتانا چاہتے ہیں؟ (۱۱)

سوال نمبر 3:-وإذا تزوجت امرأة ونقصت عن مهر مثلها فللأولياء الاعتراض عليها حتى يتم لها مهر مثلها أويفارقها.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) اختلاف ائمہ احناف مع دلیل بیان کریں؟ (۱۳)

سوال نمبر 4:-(الف) مہر مثل کیا ہوتا ہے نیز مہر مثل میں کن کن عورتوں کے مہر کا لحاظ رکھا جاتا ہے؟ (۱۵=۱۰+۵)

وإذا فرق القاضي بين الزوجين فى النكاح الفاسد قبل الدخول فلامهر لها.

(ب) نکاح فاسد کی کوئی ایک صورت بیان کریں؟ (۹)

(ج) مذکورہ عبارت کی علت ہدایہ کی روشنی میں لکھیں؟ (۹)

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سا

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- لَایَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ یَتَزَوَّجَ بِأُمِّهٖ وَلَا جَدَّاتِهٖ مِنْ قَبَلِ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ام اور جدۃ کی حرمت کی دلیل بیان کریں؟

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها .

(ج) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشوافع کا اختلاف بالدلائل ذکر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

کسی بھی مرد کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ نکاح

کہ اپنی دادیوں اور نانیوں کے ساتھ نکاح، خواہ مردوں کی طرف سے ہوں یا خو

جواب: (ب) ام اور جدہ کی حرمت کی دلیل:

ارشاد ربانی ہے: "تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام قرار دی گئی ہیں۔"

میں شامل ہیں، کیونکہ لغت میں "ام" بنیاد کو کہتے ہیں یا پھر ان کی حرمت اجماع

بعض خواتین کے ساتھ نکاح کرنا دائمی طور پر حرام ہے

دائمی حرمت کے اسباب تین ہیں:

(۱) قرابت: یعنی رشتہ داری جن میں ماں، بیٹی، بیوی، بہن، دادی، نانی

ہوتی ہیں۔

(۲) مصاہرت: یعنی سسرالی رشتہ داری سے قائم ہونے والی حرمت، اس

ہیں۔

(۳) رضاعت: یعنی دودھ پینے اور پلانے کے رشتہ سے قائم ہونے وا

پلانے والی عورت اور اس کے اصول وفروع حرام ہوتے ہیں۔

کسی بھی مرد کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ماں، یا جدات سے نـ

عربی زبان کے لفظ "جدہ" کا اطلاق دادی اور نانی دونوں پر ہوتا ہے او

یہاں پر جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے اور ساتھ ہی وضاحت کردی ہے کہ جدات کا تعلق مردوں کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے اور خواتین کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے یعنی اس سے مراد یہ ہوگا کہ وہ مرادوں کی طرف سے مراد آدمی کی دادی اور اس کے باپ کی ماں، یا آدمی کی پردادی اور اس کے باپ کی دادی، یا باپ کی نانی اس میں شامل ہوں گی۔ یا باپ کی پردادی اور پرنانی بھی اس میں شامل ہوں گی۔ اس طرح عورتوں کی طرف سے جدات میں آدمی کی نانی، آدمی کی ماں کی دادی اور نانی، ماں کی پردادی اور پرنانی وغیرہ شامل ہیں۔

سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ربانی ہے: تم پر تمہاری مائیں حرام قرار دی گئی ہیں"۔ اس کے بعد مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ دادیاں اور نانیاں امہات میں شامل ہوں گی۔ لغوی طور پر "اُم" اصل کو کہا جاتا ہے اور چونکہ یہ رشتہ دار خواتین آدمی کی اصل کی حیثیت ہوتی ہیں، اس اعتبار سے انہیں حرام قرار دیا گیا ہے۔

لیکن اگر یہاں لغوی طور پر اعتبار نہ بھی کیا جائے، تو ان خواتین کی حرمت اجماع کے ذریعے ثابت ہو گی، کیونکہ اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہ خواتین نکاح کے اعتبار سے دائمی طور پر مرد کے لیے نکاح کے اعتبار سے حرام ہیں۔

جواب: (ب) مذکورہ مسئلہ میں مذاہب آئمہ مع الدلائل:

جس شخص کی عورت شہوت کے ساتھ چھوئے تو اس مرد کے لیے اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ حرام نہیں ہوں گی۔ اسی اختلاف کی بنیاد پر یہ مسئلہ بھی ہے کہ جب وہ مرد کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھوئے، یا وہ عورت مرد کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ چھونا یا دیکھنا یہ دونوں دخول کے معنی میں نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے روزے، یا احرام کے فاسد ہونے، یا غسل کے واجب ہونے کا حکم متعلق نہیں ہوتا، تو یہ دونوں بھی اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوں گے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ چھونا اور دیکھنا سبب ہے جو وطی تک پہنچاتا ہے، تو احتیاط کے پیش نظر یہ اس کا قائمقام شمار ہوگا، پھر شہوت کے ساتھ چھونے کا مطلب یہ ہے کہ شرمگاہ منتشر ہو جائے، یا انتشار میں اضافہ ہو جائے اور یہی رائے درست ہے اور دیکھنے میں شرمگاہ کے داخلی حصہ کی طرف دیکھنا معتبر ہوگا، اور یہ صورت اسی وقت متحقق ہوگی جب وہ عورت تکیہ لگا کر بیٹھی ہوئی ہو۔

اگر مرد نے چھو لیا اور اسے انزال ہو گیا، تو ایک قول کے مطابق یہ بات حرمت کو واجب کر دیتی ہے، تاہم صحیح قول یہ ہے کہ یہ اس کو واجب نہیں کرتی، کیونکہ اس کے انزال کے ذریعے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ عمل وطی تک لے جانے والا نہیں ہے اور اسی اصول کی بنیاد پر عورت کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرنے کا حکم

شامل ہے۔

سوال نمبر 2:-نکاح المتعة باطل ۔

(الف) متعہ کی تعریف کریں نیز کس امام کے نزدیک جائز ہے؟

(ب) ہمارے نزدیک متعہ کا ناسخ کیا ہے؟

(ج) وابن عباس صح رجوعه إلى قولهم سے صاحب ہدایہ کیا بتانا چاہتے ہیں؟

جواب: (الف) متعہ کی تعریف اور اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف:

متعہ کی تعریف:

یہاں مصنف نے نکاح متعہ کے بارے میں یہ حکم بیان کیا ہے:

ایسا نکاح باطل قرار دیا جائے گا اور مصنف نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ مرد عورت سے یہ کہے:

''میں اتنی مدت تک اتنے مال کے تم سے تمتع (صحبت) کرتا رہوں گا۔''

مصنف نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو یہ بات منسوب کی ہے کہ ان کے نزدیک متعہ کرنا جائز ہے، تو یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ دیگر تمام فقہاء کی طرح امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح متعہ باطل ہوتا ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ وہ اس کو جائز قرار دیتے تھے؟

تو اس کا جواب مصنف نے یہ دیا ہے ان کا رجوع یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع ان حضرات کے قول کی طرف یعنی صحابہ کرام کے قول کی طرف رجوع کرنا مستند طور پر ثابت ہے، لہٰذا جب ان کا بھی رجوع ثابت ہو گیا، تو اب اجماع پختہ ہو جائے گا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے نتیجے میں اس کو باطل قرار دیا جائے گا۔

جواب: (ب) ہمارے نزدیک متعہ کا ناسخ:

نکاح متعہ اور نکاح مؤقت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نکاح موقت لفظ (مؤقت لفظ مؤقت) نکاح یا تزویج کے ذریعے منعقد ہوتا ہے جبکہ متعہ میں لفظ ''تمتع'' استعمال ہوتا ہے۔

ان دونوں کے درمیان دوسرا بنیادی فرق یہ ہے نکاح متعہ میں گواہوں کی موجودگی شرط نہیں ہوتی جبکہ نکاح موقت میں گواہوں کی موجودگی شرط ہوتی ہے۔

احناف کی دلیل یہ ہے یہ متعہ کا مفہوم رکھتا ہے اور اصول یہ ہے کہ عقود میں معانی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

یہاں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے موقت نکاح میں مدت کے کم یا زیادہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، دونوں صورتوں میں یہ باطل ہے، اس کی وجہ یہ ہے وقت مقررہ کرنے میں متعہ کی ضرورت پائی جاتی ہے اور وہ یہاں موجود ہے، اس لیے حرام قرار دیا جائے گا۔

جواب: (ج) عبارت سے صاحب ہدایہ کی غرض:

نکاح "متعہ" باطل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت سے یہ کہے: میں اتنے مال کے عوض میں اتنے عرصے تک تم سے تمتع کرتا رہوں گا۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ جائز ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلے مباح تھا، تو اس کی یہ صورت حال باقی رہے گی، یہاں تک کہ اس کو منسوخ کرنے والی چیز ظاہر ہو جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں: اس کا منسوخ ہونا صحابہ کرام کے اجماع کے ذریعے ثابت ہے۔ جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے، تو ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مؤقف کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا اجماع پختہ ہو جائے گا۔

شرح:

یہاں مصنف نے نکاح متعہ کے بارے میں یہ حکم بیان کیا ہے: ایسا نکاح باطل قرار دیا جائے گا اور مصنف نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ مرد عورت سے یہ کہے:

میں اتنی مدت تک اتنے مال کے عوض تم سے تمتع (صحبت) کرتا رہوں گا۔

مصنف نے یہ بات بیان کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح متعہ باطل ہوتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ وہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں؟

تو اس کا جواب مصنف نے یہ دیا ہے: ان کا رجوع یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع ان حضرات کے قول کی طرف یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کی طرف رجوع کرنا مستند طور پر ثابت ہے لہٰذا جب ان کا بھی رجوع ثابت ہو گیا، تو اب اجماع پختہ ہو جائے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے نتیجے میں اس کو باطل قرار دیا جائے گا۔

سوال نمبر 3:- وَإِذَا تَزَوَّجَتِ امْرَأَةٌ وَنَقَصَتْ عَنْ مَهْرِ مِثْلِهَا فَلِلْأَوْلِيَاءِ الْاِعْتِرَاضُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَتِمَّ لَهَا مَهْرَ مِثْلِهَا أَوْ يُفَارِقَهَا .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اختلاف ائمہ احناف مع دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے۔

جب کوئی عورت خود نکاح کرے اور اپنے مہر مثل سے کم مہر مقرر کرے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے سرپرستوں کو اس پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہوگا جب تک وہ مرد اس عورت کو مہر مثل ادا نہیں کر دیتا، یا اس عورت سے علیحدگی اختیار نہیں کر لیتا۔

جواب: (ب) مذکورہ مسئلہ میں مذاہب آئمہ مع دلائل:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کوئی بالغ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرتی ہے اور اپنا مہر، مہر مثل سے بھی کم متعین کرتی ہے، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے اولیاء کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ یا تو وہ شوہر اسے پورا مہر مثل دے گا، یا اس سے علیحدگی اختیار کرے گا۔

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ اولیاء کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے۔

صاحب ہدایہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ عورت کا یہ کمی کرنا، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے، جس کے مطابق کوئی عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے اور اس قول کی طرف انہوں نے رجوع کیا تھا اور یہ بات مستند طور پر ثابت ہے اور یہ منقول روایت پر صادق گواہی ہے۔ اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول کی دلیل یہ نقل کی ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، تو دس درہم سے زیادہ جتنی بھی رقم ہو، وہ اس عورت کا حق بن سکتی ہے، تو جو بھی شخص اسے اپنے آپ کو ثابت کرے، تو اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکنا چاہیے! اگر مہر مثل یا اس سے زیادہ مہر طے کرنے کے بعد وہ عورت اسے مکمل طور پر معاف کر دے، تو اسے اس بات کا بھی اختیار ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اولیاء مہر زیادہ ہونے کے حوالے سے فخر کرتے ہیں اور اس کے کم ہونے کو عار سمجھتے ہیں، تو یہاں پر مہر کا حکم بھی کفو کی طرح ہوگا کہ جو مقدار قابل فخر سمجھی جائے گی، وہ قبول کی جائے گی، جس مقدار کو عار سمجھا جائے گا، اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

سوال نمبر 4:-(الف) مہر مثل کیا ہوتا ہے نیز مہر مثل میں کن کن عورتوں کے مہر کا لحاظ رکھا جاتا ہے؟

وإذا فرق القاضي بين الزوجين في النكاح الفاسد قبل الدخول فلامهرلها .

(ب) نکاح فاسد کی کوئی ایک صورت بیان کریں؟

(ج) مذکورہ عبارت کی علت ہدایہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب: (الف) مہر مثل کی تعریف اور اس میں عورتوں کا لحاظ:

مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو عورت کے خاندان کی عورتوں کا عمومی مہر مقرر کیا گیا ہو۔

مہر مثل میں عورت کی بہنوں، پھوپھیوں اور چچازاد بہنوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے: اس عورت کو اس کے خاندان کی خواتین کی مثل مہر ملے گا، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔

جواب: (ب) نکاح فاسد کی صورت:

نکاح فاسد کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح فاسد کر لیتا ہے، تو اس صورت میں عورت کو مہر میں کچھ بھی نہیں ملے گا، کیونکہ نکاح کے فاسد ہونے کی وجہ سے جب وہ عقد ہی لازم نہیں ہوا، تو عقد کے نتیجہ میں مہر کیسے لازم ہوسکتا ہے۔

نکاح فاسد کی مختلف صورتیں ہیں جیسے گواہوں کے بغیر نکاح کر لینا، یا بیوی کو طلاق بائنہ دینے کے بعد اس کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کر لینا، یا چوتھی بیوی کی عدت کے دوران پانچویں عورت سے نکاح کر لینا۔

جواب: (ج) عبارت کی علت ہدایہ کی روشنی میں:

نکاح فاسد کی صورت میں جب قاضی زوجین کے درمیان تفریق کرا دے اور اس کے تفریق کرنے سے۔ پہلے شوہر نے بیوی کے ساتھ جماع نہ کیا ہو، تو عورت کو مہر نہیں ملے گا۔

اس مقام پر ایک مشہور سوال وارد ہوتا ہے کہ نکاح صحیح میں خلوت صحیحہ کی وجہ سے بھی مہر کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے، تو نکاج فاسد میں اس کا کیا حکم ہوگا؟ تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں کہ نکاح فاسد میں خلوت صحیحہ کی وجہ سے مہر واجب نہیں ہوگا، کیونکہ نکاح اپنی اصل کے اعتبار سے فاسد ہے اس لیے یہاں ہم خلوت کو وطی کا قائمقام قرار نہیں دے سکتے۔ خلوت کو مہر لازم کرنے کی وجہ اس وقت قرار دیا جاسکتا ہے، جب اسے وطی کا قائمقام قرار دیا جائے، اس فاسد نکاح میں خلوت کی وجہ سے مہر واجب نہیں ہوگا۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

المواقف سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الرابعة: الحديث — ا

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......مسند امام اعظم

سوال نمبر ۱:۔قال فاخبرنی عن الساعة متی هی قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2:۔فقال النبی صلی الله علیه وسلم الحمد لله الذی أنقذبی نسمة من النار۔

(الف) مذکورہ حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر فرمایا؟ (۱۵=۱۰+۵)

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله فإذا قالوها عصموا منى دماء هم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله تبارك و تعالىٰ۔

(ب) إلا بحقها سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 3:۔قال اعملوا فكل ميسر لما خلق له۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مذکورہ ارشاد کس موقع پر فرمایا گیا؟ تحریر کریں؟ (۱۵)

حصہ دوم......آثار السنن

سوال نمبر 4:-كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسبح على الراحلة قبل أى وجه توجه ويوتر عليها غير أنه لايصلى عليها المكتوبة .

(الف) اعراب لگاتے ہوئے ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مذکورہ حدیث پاک کی تشریح کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5:-عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيما امرأة أصابت بخور افلا تشهد معنا العشاء الآخرة .

(الف) حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے حوالے سے کم وبیش تین احادیث بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6:-(الف) آمین بالجهر کے حوالے سے دو، دو احادیث ہر مؤقف پر تحریر کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مطلق آمین کہنے کی فضیلت کے بارے حدیث تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) آثار السنن کے مصنف کا نام لکھیں؟ (۵)

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2021ء

چوتھا پرچہ: حدیث

حصہ اول......مسند امام اعظم

سوال نمبر 1:-قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ مَتٰى هِيَ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

پھر وہ بولا: آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے کہ یہ کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے اس کا علم، سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں ہے۔

جواب: (ب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہونا:

آنے والے شخص (حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کب آئے گی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: مسئول اور سائل دونوں اس بارے میں جانتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے قیامت کا علم تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کی علامات بھی بیان کر دیں۔ آپ کی بیان کردہ چند ایک علامات درج ذیل ہیں:

(۱) لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔ (۲) چرواہے اور ننگے پاؤں والے لوگ عالیشان محلات پر فخر کریں گے۔ (۳) امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ (۴) تیس دجال آئیں گے۔ (۵) دابۃ الارض کا خروج ہونا۔ (۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا۔ (۷) قیامت دس محرم اور جمعۃ المبارک کے دن قائم ہونا۔ (۸) آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ (۹) قوم یاجوج ماجوج کا خروج ہونا۔ (۱۰) مشرق و مغرب اور جزیرہ عرب میں خسف ہونا۔ (۱۱) عصر اور مغرب کے درمیان والے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت تک کے تمام احوال وعلامات صحابہ کرام کے سامنے بیان فرما دیں۔ (۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا۔ (۱۳) دجال کا حرمین شریفین میں داخل نہ ہونا۔

سوال نمبر 2:- فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی أنقذبی نسمۃ من النار۔

(الف) مذکورہ حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس موقع پر فرمایا؟

عن جابر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أمرت أن أقاتل الناس حتی یقولوا لا إلہ إلا اللہ فإذا قالوھا عصموا منی دماء ھم وأموالھم إلا بحقھا وحسابھم علی اللہ تبارك و تعالیٰ۔

(ب) إِلَّا بِحَقِّهَا سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور ارشاد فرمانے کا موقع:

ترجمہ حدیث: پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے میری وجہ سے ایک شخص کو جہنم سے بچا دیا۔

ارشاد فرمانے کا موقع:

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم اٹھو! ہم اپنے یہودی پڑوسی کی

عیادت کرآئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مرنے کے قریب پایا، آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے؟ اس نے جواب میں عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس شخص نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، آپ نے اس کے سامنے دوبارہ یہی بات کہی، آپ نے تیسری بار بھی اس سے یہی بات کہی، حتیٰ کہ اس نے یوں کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام حمدیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں، جس نے میری وجہ سے ایک شخص کو جہنم سے بچا دیا۔

جواب: (ب) ''اِلَّا بِحَقِّهَا'' کی وضاحت:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابوزبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا، جب تک وہ یہ اعتراف نہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جب وہ یہ اعتراف کرلیں، تو وہ مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال کو محفوظ کرلیں گے۔ البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہوگا۔

اس حدیث کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ اسلام میں ظاہر کے مطابق حکم دیا جائے گا، جو شخص ظاہر طور پر اسلام قبول کرلیتا ہے، اس کا جان و مال دیگر مسلمانوں کی طرح قابل احترام ہوں گے۔ اسلام کا حق، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، جس کے مرتکب کے لیے اسلام نے کوئی جانی یا مالی سزا مقرر کی ہو، تو اس شخص کی جان یا مال قابل احترام نہیں رہے گی، بلکہ اسے وہ سزا دی جائے گی۔ ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یقین کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتا، تو آخرت میں اس کا انجام اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔

سوال نمبر 3:- قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ ارشاد کس موقع پر فرمایا گیا؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کے لیے وہ کام آسان ہو جائے گا، جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

جواب: (ب) مذکورہ ارشاد فرمانے کا موقع:

حماد، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے، عبدالعزیز بن رفیع کے حوالے سے، مصعب کے حوالے سے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ہر جان کے لیے اللہ تعالیٰ نے داخلے کا وقت اور نکلنے کا وقت مقرر کر دیا ہے اور وہ اسی جگہ پہنچے گی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کے لیے وہ کام آسان ہو جائے گا، جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص اہل جنت میں سے ہوگا، اس کے لیے اہل جنت کے عمل کو آسان کر دیا جائے گا اور جو شخص جہنمی ہوگا، اس کے لیے اہل جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جائے گا۔ ایک انصاری نے کہا: اب عمل کی حقیقت واضح ہو گئی ہے۔

حصہ دوم...... آثار السنن

سوال نمبر 4:- كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ.

(الف) اعراب لگاتے ہوئے ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث پاک کی تشریح کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جس جانب متوجہ ہوتے نفل پڑھ لیتے تھے اور وتر بھی، سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔

جواب: (ب) حدیث کی تشریح:

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سواری پر نوافل ادا کرنا جائز ہے اور فرض ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم نماز وتر کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سواری پر نماز وتر ادا کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر نماز وتر پڑھتے ہوئے دیکھا۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز وتر سواری پر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل اس کے مغائر ہے، کیونکہ ان کے بارے میں منقول

ہے کہ وہ نماز تہجد سواری پر پڑھتے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے، اس خیال سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

قیاس سے بھی آپ کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ اس بات پر اس کا اتفاق ہے کہ وتر کو قدرت علی القیام کی صورت میں قاعداً پڑھنا جائز نہیں ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وتر علی الراحلۃ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہو، کیونکہ سواری پر نماز قیام کے علاوہ استقبال قبلہ اور قعود کی ہیئت مسنونہ سے بھی خالی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5:- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيما امرأة أصابت بخور افلا تشهد معنا العشاء الآخرة .

(الف) حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(ب) امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے حوالے سے کم وبیش تین احادیث بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور اس کی توضیح وتشریح:

ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگائے، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

توضیح وتشریح:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتوں کو مساجد میں جانے سے روکنے کو منع فرمایا ہے، یہ نہی تنزیہی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جوان خواتین مطلقاً نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہ جائیں جبکہ بوڑھی عورتیں مغرب وعشاء اور فجر کی نمازوں میں جاسکتی ہیں۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! مرد جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیکر ہم پر سبقت لے گئے، ہم یہ ثواب کس طرح پائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم میں سے جو عورت گھر پر بیٹھے گی، وہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتوں کا بناؤ سنگھار دیکھ لیتے، تو ان کو مساجد میں جانے سے روک دیتے اور موجودہ دور میں عورتوں کی نمود ونمائش، بناؤ سنگھار، نیم عریاں لباس اور بازاروں میں بے راہ لوگوں کو کثرت خصوصیت کے ساتھ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں پابند رکھا جائے اور شمع خانہ کو چراغ محفل بنانے سے روکا جائے۔

خرابیوں کے سبب عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع کیا جائے، ان میں کچھ درج ذیل ہیں:

۱- عورتوں کا تنگ، چست اور نیم عریاں لباس پہن کر گھر سے باہر نکلنا۔

۲۔عورتوں کا بے نقاب ہوکر مردوں کی بھیڑ میں اور خوشبو لگا کر بازاروں میں خرید وفروخت کے لیے ناز وانداز سے چلنا۔

۳۔عورتوں کا بے پردہ مختلف سواریوں پر سوار ہوکر جانا۔

۴۔ساحل سمندر پر مردوں کے ساتھ مخلوط ہوکر بلند آواز سے باتیں کرتے ہوئے جانا۔

۵۔بیویوں کا خاوندوں پر حکم چلانا اور انہیں اپنے تابع بنا کر رکھنا۔

۶۔مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا بلند آواز سے چیزیں فروخت کرنا۔

۷۔عورتوں کا بے طور سوسائٹی گرل مخرب اخلاق کاموں میں مصروف رہنا۔

۸۔ٹرین اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بے پردہ اجنبی مردوں کے ساتھ سفر کرنا۔

جواب:(ب) امام کی اقتداء میں قرأت نہ کرنے کے حوالے سے تین احادیث:

۱۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو، تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے، تو تم خاموش رہو۔

۲۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا تا کہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے، تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

۳۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے: "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ○" پڑھنا شروع ہوگیا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے کس نے قرأت کی؟ یا فرمایا: تم میں سے کون قرأت کرنے والا ہے؟ تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔

سوال نمبر6:-(الف) آمین بالجھر کے حوالے سے دو، دو احادیث ہر مؤقف پر تحریر کریں؟

(ب) مطلق امین کہنے کی فضیلت بارے حدیث تحریر کریں؟

(ج) آثار السنن کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب:(الف) "آمین بالجھر" کے حوالے سے دو، دو احادیث:

"آمین بالجھر" کے جواز پر احادیث:

۱۔حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب "وَلَا

الضَّآلِّیْنَ o" پڑھتے، تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے، تو اپنی آواز بلند کرتے اور آمین کہتے۔

"آمین بالجھر" کے عدم جواز پر احادیث:

۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے: تم امام سے جلدی نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ "وَلَا الضَّآلِّیْنَ o" کہے، تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے، تو تم کہو: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

۲۔حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جہراً "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نہیں پڑھتے تھے، نہ ہی تعوذ اور نہ ہی آمین۔

جواب: (ب) متعلقہ "آمین" کہنے کے حوالے سے حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو، پس بے شک جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی، تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

جواب: (ج) آثار السنن کے مصنف کا نام:

کتاب "آثار السنن" فقہ حنفی کی تائید میں لکھی گئی ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ مصنف ابھی "کتاب الصلوٰۃ" مکمل کر پائے تھے کہ ان کا وصال ہو گیا۔ مصنف کا نام حضرت علامہ محمد بن علی النیموی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۳۲۲ھ) ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الخامسة: للمؤطئين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......مؤطا امام مالک

سوال نمبر1:- ليست العقيقة بواجبة ولكنها يستحب العمل بها وهى من الأمر الذى لم يزل عليه الناس عندنا فمن عق عن ولده فإنما هى بمنزلة النسك والضحايا .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگائیں اور بامحاورہ ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) احناف کے نزدیک عقیقہ کا کیا حکم ہے؟ ۱۰

سوال نمبر2:- قالت عائشة وذلك بعد أن ضرب علينا الحجاب وقالت عائشة يحرم من الرضاعة مايحرم من الولادة .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور بامحاورہ ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) حدیث مذکور کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مکمل حدیث کا مفہوم واضح ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر3:- فأخذت بذلك عائشة أم المؤمنين فى من كانت تحب أن يدخل عليها من الرجال فكانت تأمر أختها أم كلثوم بنت أبى بكر وبنات أخيها أن يرضعن من أحبت أن يدخل عليها من الرجال .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) بذلك سے کونسی دلیل مراد ہے؟ تحریر کریں؟ نیز رضاعت کبیر میں ازواج مطہرات کا کیا نظریہ تھا؟ ۱۰

حصہ دوم......مؤطا امام محمد

سوال نمبر4:- والعشاء مابينك وبين ثلث الليل فإن نمت إلى نصف الليل فلانامت

عيناك وصل الصبح بغلس۔

(الف) حدیث مذکور پر اعراب لگا کر با محاورہ ترجمہ کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) وقت عصر کے شروع ہونے میں صاحبین کا کیا اختلاف ہے؟ نیز وصل الصبح بغلس کس کا استدلال ہے؟ اور اس بارے میں امام صاحب کیا فرماتے ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- فقال أتعجبين يا ابنة أختي قالت قلت نعم قال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إنها ليست بنجس إنها من الطوافين عليكم والطوافات۔

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) بلی کے جھوٹے کے بارے میں احناف کیا کہتے ہیں؟ وجہ حکم بھی تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- قال محمد بلغنا عن عمر بن الخطاب أنه كتب في الآفاق ينهاهم أن يجمعوا بين الصلوٰتين ويخبرهم أن الجمع بين الصلوٰتين في وقت واحد كبير من الكبائر۔

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ کونسی جمع بین الصلوٰتین کبیرہ گناہ سے ہے؟ ۱۵

(ب) جمع بین الصلوٰتین کی جمع حقیقی کہاں اور کن نمازوں میں ہوگی؟ اور جمع صوری کس کو کہتے ہیں؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2021ء

پانچواں پرچہ: مؤطین

حصہ اوّل...... مؤطا امام مالک

سوال نمبر 1:- وَلَيْسَتِ الْعَقِيْقَةُ بِوَاجِبَةٍ وَلٰكِنَّهَا يَسْتَحِبُّ الْعَمَلُ بِهَا وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا۔

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگائیں اور با محاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) احناف کے نزدیک عقیقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب عمل ہے، یہ ایک ایسا عمل ہے جس پر ہمیشہ مسلمان کاربند رہے اور اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا قربانی کی مثل ہے۔

جواب: (ب) احناف کے نزدیک عقیقہ کا حکم:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ عقیقہ کرنا نفلی عمل ہے، جو شخص اسے چاہے کرے اور جو چاہے، نہ کرے۔ بعض فقہاء احناف عقیقہ کو سنت قرار دیتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ اس کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔

سوال نمبر 2:- قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يُحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحْرِمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث مذکور کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مکمل حدیث کا مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ واقعہ پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے، جو ولادت سے ثابت ہوتی ہے۔

جواب: (ب) حدیث کا مفہوم وتشریح:

پہلی حدیث پردے کے احکام کے نازل ہونے کے بعد وارد ہوئی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرا رضائی چچا آیا اور اس نے میرے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اسے اس وقت تک اجازت دینے سے انکار کر دیا جب تک اس بارے میں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں، وہ تمہارے ہاں آسکتے ہیں، انہیں اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے عرض کیا: مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا، مرد نے دودھ نہیں پلایا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں اور تمہارے ہاں آسکتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رضاعت اسی حرمت کو ثابت کرتی ہے جس حرمت کو ولادت ثابت کرتی ہے، تو جب رضائی ماں حرام ہوتی ہے، اسی طرح رضائی باپ بھی حرام ہوتا ہے۔ رضائی باپ کے بہن

بھائی دودھ پینے والے بچے کے چچا اور پھو...

بچے کے ماموں اور خالہ ہوں گے۔ یہ ایک...

جنم نہیں دیتا جیسے ماں جنم دیتی ہے، لیکن بچے...

عورت حاملہ ہوتی ہے اسے دودھ اترتا ہے...

حمل اور پیدائش کے نتیجے میں ماں بنتی ہے،...

ماں بن جائے گی اور اس کا شوہر بچے کا رضاعی...

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان...

اوزاعی، سفیان ثوری، لیث بن سعد رحمہم اللہ تعا...

حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3:- فَأَخَذَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةُ ... مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ ... أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر...

(ب) بذلك سے کونسی دلیل مراد ہے؟ تحر... تھا؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور تر...

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ...

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ب...

اجازت دینا چاہتی تھیں، تو اپنی بہن ام کلثوم بنت ا...

اس لڑکے کو دودھ پلائے تاکہ وہ (لڑکے) ان کے...

جواب: (ب) بذلك سے دلیل کی وضاحت...

مطہرات کا نظریہ:

بذلك سے مراد دلیل:

حضرت سہل بنت سہیل، جو حضرت ابوحذیفہ کی...

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:...

وہ ہمارے گھر آتا تھا، تو میں سر پر کپڑا لیے بغیر رہتی تھی...

ھی ہوں گے اور رضاعی ماں کے بھائی بہن، دودھ پینے والے
طے شدہ بات ہے: حمل اور وضع حمل کے اعتبار سے باپ بچے کو
کی پیدائش میں باپ کا نطفہ شامل ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں
اور اسی کے ذریعے سے وہ مرد باپ بنتا ہے۔ جس طرح ماں
ی طرح وہ اپنا دودھ کسی بچے کو پلا دے، تو وہ اس کی رضاعی
ا باپ ہوگا۔

ے اصحاب، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام
لیٰ وغیرہ سب اس کے قائل ہیں ''لبن الفحل'' کے ذریعے بھی

أمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ مَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا
كُلْثُوْمٍ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ وَبَنَاتِ أَخِيْهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ

ترجمہ کریں؟
ر کریں؟ نیز رضاعت کبیر میں ازواج مطہرات کا کیا نظریہ

جمہ عبارت:

عبارت درج ذیل ہے:
ی اس حدیث کو اپنایا کہ وہ جن لڑکوں کو اپنے ہاں آنے کی
بی بکر رضی اللہ عنہما یا اپنی کسی بھتیجی کو ہدایت کرتی تھیں کہ وہ
پاس آسکیں۔

ت اور رضاعت کبیر کے بارے میں ازواج

ا اہلیہ تھیں اور بنو عامر سے تعلق رکھتی تھیں، نبی اکرم صلی
یا رسول اللہ! اب تک ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے، جب
، ہمارا کمرہ بھی صرف ایک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم اسے پانچ مرتبہ دودھ پلا دو! اس دودھ سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، سالم کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھتی تھیں۔

رضاعت کبیر میں ازواج مطہرات کا نظریہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج مطہرات نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ اس طرح رضاعت کے ذریعے کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ کی قسم! ہمارے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سہلہ بنت سہیل کو یہ ہدایت آپ کی خاص عطا کردہ رخصت تھی، جو آپ نے صرف سالم کے بارے میں عطا کی تھی۔ اللہ کی قسم! اس طرح رضاعت کے ذریعے کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں آ سکتا۔ بڑی عمر کی رضاعت کے بارے میں ازواج مطہرات کا نکتہ نظر یہی تھا۔

حصہ دوم ...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر 4:- وَالْعِشَاءُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ نُمْتَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

(الف) حدیث مذکور پر اعراب لگا کر بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) وقت عصر کے شروع ہونے میں صاحبین کا کیا اختلاف ہے؟ نیز وصل الصبح بغلس کس کا استدلال ہے؟ اور اس بارے میں امام صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

اور نماز عشاء کا وقت تہائی رات گزرنے سے قبل ہے، اگر آدھی رات سے پہلے تم کو نیند آنے لگے، تو (اب کرے) تیری آنکھیں نہ سوئیں اور نماز فجر اس وقت ادا کرو، جب تک کہ خوب روشنی نہ پھیل جائے۔

جواب: (ب) نماز عصر کے آغاز میں صاحبین کا اختلاف، وصل الصبح بغلس سے استدلال کی وجہ اور اس بارے میں امام صاحب کا نظریہ:

نماز عصر کے اوّل وقت کے متعلق فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن عینی حنفی متوفی 855ھ لکھتے ہیں: علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ عصر کے وقت میں سب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی ہے حتیٰ کہ ان کے اصحاب نے بھی ان کی مخالفت کی ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: دو مثل سائے سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا

استدلال حدیث مبارکہ سے ہے، تو لوگوں کی مخالفت ان کو مضر نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی، جس وقت ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا تھا، جتنی دیر میں کوئی اونٹ سوار ذوالحلیفہ کی جانب جاتا ہے۔

نیز علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں:

عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرماتے تھے اور دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی تھی۔ اس حدیث کو روایت کرنے سے عروہ کی غرض یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اول وقت میں ادا فرماتے تھے۔

فقہاء احناف کے دلائل حسب ذیل ہیں: حضرت علی بن شیبانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھا کرتے تھے، جب تک سورج سفید چمکدار رہتا تھا۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نسبت ظہر بہت جلد پڑھا کرتے تھے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عصر بہت جلد پڑھتے ہو۔

وصل الصبح بغلس سے استدلال

فجر کی نماز کا وقت بالاتفاق صبح صادق کے طلوع سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ البتہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک منہ اندھیرے فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر روشن ہونے کے بعد نماز پڑھنا مستحب ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل:

آئمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت ادا کرتے جب عورتیں اپنی چادریں لپیٹ کر واپس لوٹ جایا کرتی تھیں، تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

احناف کی جانب سے جواب اول:

احناف کی طرف سے اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ اندھیرے سے اندھیرا مسجد مراد ہے یعنی مسجد کے اندرونی حصہ میں تاریکی ہوتی تھی۔ اس لیے کہ مسجد کی چھت نیچی تھی دراصل وہ ایک چھپر کی شکل میں تھی، جس طرح کہ روایت میں آتا ہے "انما هو عريش"

یہاں عورتوں کے لوٹنے سے مراد گھر کی جانب لوٹنا مراد نہیں بلکہ نماز سے فارغ ہونا مراد ہے، غرضیکہ

اس حدیث مبارکہ میں جو بھی بیان کیا ہے وہ داخل مسجد سے متعلق ہے، صحن مسجد اور خارج کا حال بیان نہیں فرمایا جارہا۔

سوال نمبر 5:- فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اُخْتِيْ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجْسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بلی کے جھوٹے کے بارے میں احناف کیا کہتے ہیں؟ وجہ حکم بھی تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس آپ نے فرمایا: اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے جواب دیا: ہاں، اس پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی پلید نہیں ہے، کیونکہ یہ گھر میں آنے جانے والے جانوروں میں سے ایک ہے۔

جواب: (ب) بلی کے جھوٹے کے بارے میں احناف کا نظریہ اور وجہ:

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کی اہلیہ حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ نے انہیں اپنی خالہ کبشہ بنت کعب کے حوالے سے یہ بات بتاتی ہیں، جو حضرت ابو قتادہ کے بیٹے کی اہلیہ تھیں، ایک مرتبہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ہدایت کی، انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا، اسی دوران ایک بلی آئی اور اس برتن میں سے پینے لگی، تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس بلی کے لیے برتن کو آگے کر دیا، اس بلی نے اس میں سے پی لیا، اے بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہ ناپاک نہیں ہے، یہ تمہارے گھر میں کثرت آنے جانے والے جانوروں میں سے ایک ہے)

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: بلی کے جوٹھے سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم ایسے پانی کے مقابلے میں دوسرا پانی ہمارے لیے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

سوال نمبر 6:- قَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ فِي الْآفَاقِ يَنْهَاهُمْ اَنْ يَجْمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ وَيُخْبِرُهُمْ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ كَبِيْرٌ مِّنَ الْكَبَائِرِ .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ کونسی جمع بین الصلوتین کبیرہ

گناہ سے ہے؟

(ب) جمع بین الصلوٰتین کی جمع حقیقی کہاں اور کن نمازوں میں ہوگی؟ اور جمع صوری کس کو کہتے ہیں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث، ترجمہ حدیث اور جمع بین الصلوٰتین کے کبیرہ گناہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے آفاق علاقوں میں لکھ کر بھیجا اور ان کو دو نمازوں کے جمع کرنے سے روک دیا اور انہیں مطلع کر دیا کہ دو نمازیں ایک ہی وقت میں جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

"جمع بین الصلوٰتین" سے مراد:

حضرت نافع کا بیان ہے کہ جب امراء ظہر اور عصر کی نمازوں کو بارش کی بناء پر جمع کیا کرتے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ہمراہ جمع فرمایا کرتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمارا اس پر عمل نہیں ہے ہم ایک ہی وقت میں دو نمازیں جمع نہیں کرتے ماسوا عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء۔ لہٰذا ایک وقت میں دو نمازیں ادا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ یاد رہے اس مقام پر جمع سے مراد جمع صوری نہیں بلکہ جمع حقیقی ہے یعنی دونوں کو ایک وقت میں جمع کر کے ادا کرنا اور یہ نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے ارشاد خداوندی ہے: إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (یعنی ہر نماز اپنے وقت مقررہ میں فرض کی گئی ہے)

جواب: (ب) جمع بین الصلوٰتین کی جمع حقیقی کی ممکنہ صورتیں اور جمع صوری کی وضاحت:

شافعیہ کا مذہب:

امام شافعی کے نزدیک مرض، آندھی، اندھیرا، خوف اور کیچڑ کی وجہ سے جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے، مشہور مذہب یہی ہے البتہ علماء شافعیہ میں سے قاضی حسین اور ابو سلیمان خطابی نے مرض اور خوف کی وجہ سے ایک وقت میں دو نمازوں کے جمع کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی بیان فرماتے ہیں: امام شافعی کے نزدیک بارش کی وجہ سے جمعہ اور عصر کو بھی جمع کرنا جائز ہے۔

حنبلیہ کا مذہب:

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی 620ھ لکھتے ہیں: امام احمد کے نزدیک بارش کی وجہ سے مغرب اور عشاء کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا جائز ہے، لیکن ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا جائز

نہیں ہے۔ سرد اور اندھیری رات میں آندھی کی وجہ سے جمع بین الصلوٰتین میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں ایک جواز کا اور دوسرا عدم جواز کا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرض کی وجہ سے بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ اس مرض کی وجہ سے مریض میں ضعف اور کمزوری ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارش کی وجہ سے جو جمع بین الصلوٰتین کو جائز قرار دیا ہے، وہ اس آدمی کے لیے ہے جو مسجد میں جا کر نماز پڑھے اور جو تنہا گھر میں نماز پڑھے اس کے بارے میں امام احمد کے دو قول ہیں: ایک جواز اور دوسرا عدم جواز کا۔

حنفیہ کا مذہب:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ کسی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے، خواہ سفر ہو، بارش ہو، یا آندھی، اندھیرا، کیچڑ اور خوف ہو۔

امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی 189ھ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: مجھے یہ بتلائیے کہ کیا عرفات اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا نہ سفر میں جائز، نہ حضر میں۔ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: یہ بتلائیے کہ کیا بیمار شخص دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھے اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھے اور ایک نماز کے وقت میں دو نمازیں نہ پڑھے۔

جمع صوری کی شکل:

جواب: جمع صوری کرے یعنی پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھ لے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنۃ) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة السادسة: أصول الحديث

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-(الف) ضرورت حدیث و حجیت پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۲۰

(ب) تدوین حدیث پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل میں سے صرف تین کی تعریفات بیان کریں؟ ۱۵

صحیح لذاته، صحیح لغیره، حسن لذاته، حسن لغيره، ضعيف

(ب) کتب حدیث کی پانچ اقسام کی تعریفات تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-(الف) درج ذیل میں سے صرف تین کی تعریفات لکھیں؟ ۱۵

طالب، شیخ، حافظ، حجة، حاکم

(ب) احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 4:-(الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فن حدیث میں مقام بیان کریں؟ ۱۵

(ب) امام طحاوی کا تعارف اور شرح معانی الآثار کی خصوصیات بیان کریں؟ ۱۵=۳۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2021ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1:-(الف) ضرورت حدیث و حجیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) تدوین حدیث پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ضرورت حدیث اور حجیت حدیث پر جامع نوٹ:

ضرورت حدیث:

اسلام، آخری آسمانی دین ہے، جس میں عقائد سے لیکر عبادات تک، حقوق اللہ سے لیکر حقوق العباد تک اور حدود و معاملات کو نہایت جامعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی عبادات و اعمال کے حوالے سے قرآن کریم نے صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، تیمم اور عمرہ وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں، جو ان سے مطلوب و مقصود ہے، قرآن نے اس کی تفصیل بیان نہیں کی اور ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے شرعی معانی و مفاہیم کا سمجھنا صرف اور صرف احادیث نبویہ پر موقوف ہے۔ اس سے ضرورت و اہمیت حدیث واضح ہو جاتی ہے۔

حجیت حدیث:

قرآن کریم میں معمولات و افعال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے چند ایک ارشادات خداوندی درج ذیل ہیں:

(۱) مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر:۷)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے آپ منع کریں اس سے رک جاؤ۔

(۲) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (المائدہ:۹۲)

تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

(۳) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

بے شک تمہارے اعمال کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

(۴) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (آل عمران:۳۱)

فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، تو تم میری پیروی کرو۔

(۵) وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (البقرۃ:۱۲۹)

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۶) یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:۱۵۷)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک چیزوں کو حلال کرتے اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

ان آیات و ارشادات خداوندی سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام شرعیہ پر اس وقت عمل ممکن نہیں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و بیان کردہ تفصیلات پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے، جب ہم احادیث مبارکہ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا

راستہ نہیں ہے۔

جواب: (ب) تدوین حدیث پر جامع نوٹ:

تدوین حدیث کا عمل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہو چکا تھا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجیت وضرورت حدیث کو خوب سمجھتے تھے۔ اس حوالے سے چند حقائق سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بہترین مشغلہ احادیث نبویہ لکھنا تھا، وہ انہیں خوش اسلوبی سے لکھا بھی کرتے تھے، بعض لوگوں نے انہیں یہ بات کہتے ہوئے لکھنے سے منع کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ وقت حالت یکساں نہیں ہوتی، کبھی آپ حالت خوشی میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت غصہ میں ہوتے ہیں، تو آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتے جاتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: تم لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس تمام صحابہ کرام سے زیادہ ذخیرہ احادیث تھا ماسوائے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے، کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے جبکہ میں نہیں لکھا کرتا تھا۔

۳- فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاریخی اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا، یمن کے ایک شخص (ابوشاہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیجیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا: اکتبو الابی فلان یعنی تم فلاں آدمی کو یہ خطبہ لکھ دو۔

۴- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ کاروبار بھی کیا کرتے تھے، مگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت دربار رسالت میں موجود رہتے حصول تعلیم میں مشغول رہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہیں سب سے زیادہ احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر کرم، توجہ اور دعاؤں سے ان کا حافظہ تیز ترین ہو گیا تھا۔

۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذوق اور مزاج کے مطابق احادیث مبارکہ کے مجموعے تیار کر رکھے تھے۔

۶- پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تدوین حدیث کا سلسلہ تابعین اور تبع تابعین نے بھی جاری رکھا، بلکہ ان ادوار میں پہلے سے زیادہ تیزی سے کام جاری رہا، جس کے نتیجہ میں تصنیف وتالیف کا وسیع

پیمانے میں سلسلہ جاری ہو گیا۔ ان لوگوں کی محنت شاقہ، شب و روز کاوشوں اور دینی ذوق کی وجہ سے مؤطا امام مالک، صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد وغیرہ کتب وجود میں آئیں۔

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل کی تعریفات بیان کریں؟

(۱) صحیح لذاتہ، (۲) صحیح لغیرہ، (۳) حسن لذاتہ، (۴) حسن لغیرہ، (۵) ضعیف

(ب) کتب حدیث کی پانچ اقسام کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

۱- صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

۲- صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

۳- حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

۴- حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

۵- ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

جواب: (ب) کتب حدیث کی پانچ اقسام:

۱- صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ۔

۲- جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں: (۱) سیر، (۲) آداب، (۳) تفسیر، (۴) عقائد، (۵) فتن، (۶) احکام، (۷) اشراط، (۸) مناقب مثلاً بخاری اور ترمذی وغیرہ۔

۳- سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابی داؤد اور نسائی وغیرہ۔

۴- مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل وغیرہ۔

۵- معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

سوال نمبر 3:- (الف) درج ذیل کی تعریفات لکھیں؟

(۱) طالب، (۲) شیخ، (۳) حافظ، (۴) حجۃ، (۵) حاکم

(ب) احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) اصطلاحات کی تعریفات:

۱- طالب: حدیث کا متعلم۔

۲- شیخ: حدیث کے معلم کو محدث، یا شیخ کہا جاتا ہے۔

۳- حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

۴- حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

۵- حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

جواب: (ب) احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل:

احادیث سے ثابت ہونے والے وہ احکام جن کا تعلق حلت وحرمت کے ساتھ ہے، وہ چار قسم ہیں:

۱- عقائد قطعیہ: مثلاً توحید ورسالت ومبداء ومعاد۔ یہ حدیث متواتر سے ثابت ہوتے ہیں۔

۲- عقائد ظنیہ: مثلاً انبیاء کرام کی ملائکہ پر فضیلت اور قبر کے احوال۔ یہ اخبار احاد سے ثابت ہوتے ہیں۔

۳- احکام: یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتے ہیں، یا وہ حدیث جو حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

۴- فضائل ومناقب: یہ احادیث ضعیفہ سے ثابت ہوسکتے ہیں۔

سوال نمبر 4:- (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فن حدیث میں مقام بیان کریں؟

(ب) امام طحاوی کا تعارف اور شرح معانی الآثار کی خصوصیات بیان کریں؟

جواب: (الف) فن حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام:

ناشر الکتاب والسنۃ، امام الائمہ، سراج الامہ، ترجمان الاسلام، مجتہد اعظم، بانی فقہ حنفی حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علم وفضل، عبادت وریاضت اور روحانیت کے لحاظ سے ادب واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ قرآن وسنت کی اشاعت، تبلیغ اسلام اور فقہ اسلامی وغیرہ تاریخ ساز کارناموں کے باعث آپ کا خاندان قابل فخر امتیازی شان کا حامل تھا۔

حضرت اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق آپ کے دادا حضرت نعمان بن مرزبان

رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوستانہ مراسم تھے۔ جب حضرت ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے تو انہیں لے کر حاضر خدمت ہوئے اور بطور تحفہ "فالودہ" پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے حضرت ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ دعا ان کے حق میں یقیناً قبول فرمائی ہوگی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام "نعمان" کی وجہ تسمیہ میں چند اقوال ہیں: (۱) نعمان دراصل اس خون کو کہتے ہیں جس پر جسم کا پورا ڈھانچہ قائم ہوتا ہے، آپ بھی اپنے گوناگوں کارناموں اور خدمات کے سبب ملت اسلامیہ کے خون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۲) لفظ "نعمان" سے مراد روح ہے، آپ کی فقہ کے سبب پورا دین قائم ہے۔ گویا فقہ حنفی دین کی روح ہے۔ (۳) "نعمان" سے مراد "سرخ گھاس" ہے جس میں خوشبو بھی ہو، آپ کی ذات اعلیٰ محاسن، عمدہ خصائل اور بے مثال کمالات کی جامع ہے۔ (۴) لفظ "نعمان" "نعمت" سے مشتق ہے، چونکہ آپ کے فیوض وبرکات اور فقہ سے روئے زمین کے لوگ مستفید ہوئے اور ہو رہے ہیں گویا اسی معنیٰ کے لحاظ سے یہ نام تجویز ہوا۔ آپ کی کنیت "ابوحنیفہ" تھی جس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) لفظ "حنیفہ" حنیف کی مؤنث ہے جس کا معنیٰ عابد و مسلم ہے یعنی دین حق کی طرف مائل ہونا۔ ہر مسلمان دین اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے۔ (۲) عراقی زبان میں "حنیفہ" دوات کو کہتے ہیں جو آپ کے پاس ہوتی تھی جس کی روشنائی سے تحریر کے نئے بوٹے سجاتے تھے۔ (۳) آپ کی صاحبزادی کا نام "حنیفہ" تھا جس وجہ سے آپ نے اپنی کنیت "ابوحنیفہ" تجویز فرمائی تھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت صاحبزادہ امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ آپ کی اولاد نہیں تھی۔

تین طریقوں سے دین کی خدمات انجام دی جا سکتی ہیں:

(۱) تدریس۔

(۲) تصنیف۔

(۳) تقریر ومناظرہ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین طریقوں سے قرآن وسنت اور فقہی خدمات انجام دیں۔ آپ نے مسند تدریس پر جلوہ گر ہو کر ہزاروں محدثین اور فقہاء پیدا کیے، تحریر کے ذریعے ایک درجن سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں، جو صبح قیامت تک اصلاح عقائد و اعمال کے لحاظ سے لوگوں کی راہنمائی کرتی رہیں گی اور میدان تقریر ومناظرہ میں آپ نے کثیر التعداد غیر مسلموں اور دہریوں کو شکست فاش دے کر انہیں دائرہ اسلام میں داخل کیا۔

بعض کوتاہ بین اور اہل ہوا کی طرف سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ الزام عائد کیا جاتا

ہے کہ آپ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں احادیث میں عبور حاصل تھا اور نہ کوئی کتاب تصنیف کی؟ ہم ان کے اس بے بنیاد اور حقیقت سے عاری نظریہ کا ذیل میں جائزہ لیتے ہیں:

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ صرف فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی بلکہ علم حدیث میں بھی تبحر حاصل تھا۔ اس سلسلہ میں چند شواہد ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ان الامام ذکر فی تصانیفه بضع وسبعین حدیثاً وانتخب الآثار من اربعین الف حدیث۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے۔

(۲) صدر الائمہ حضرت امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

وانتخب ابو حنیفه الآثار من اربعین الف حدیث۔

''حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا۔''

سترہ احادیث اور چالیس احادیث میں اور اسی طرح سترہ احادیث اور ستر ہزار احادیث میں یقیناً اہل عقل و دانش کے نزدیک فرق ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(1) کتاب الآثار بروایت حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

(2) کتاب الآثار بروایت حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

(3) کتاب الآثار بروایت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ

(4) کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ

(5) فقہ اکبر

(6) کتاب السیر

(7) کتاب الاوسط

(8) اَلْفِقْهُ الابسط

(9) کتاب الرد علی القدریہ

(10) العالم والمتعلم

(11) کتاب الرائی

(12) رسالۃ الامام ابی عثمان التیمی فی الارجاء

(13) کتاب اختلاف الصحابۃ

(14) کتاب الجامع

(15) کتاب الوصایا

حضرت امام محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسانید کو "جامع المسانید" کے نام سے مرتب کیا جس میں تیرہ مسانید ہیں۔ اس مجموعہ کو مرتب کرنے کی وجہ اس کے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں: شام میں بعض جہلاء اور کینہ پرور لوگوں نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو حدیث میں زیادہ دخل نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ احادیث میں ان کو کوئی تصنیف نہیں ہے۔ اس پر مجھے غیرت آئی تو میں نے ان تمام مسانید کو جمع کر دیا جو علماء نے امام صاحب کی احادیث سے جمع کی تھیں۔ وہ مسانید درج ذیل ہیں:

(1) مسند حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

(2) مسند امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد رحمہ اللہ تعالیٰ

(3) مسند حافظ ابو الحسن محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

(4) مسند حافظ ابو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(5) مسند شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی محمد الانصاری رحمہ اللہ تعالیٰ

(6) مسند امام ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(7) مسند امام حافظ عمر بن حسن الاشنانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(8) مسند ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمہ اللہ تعالیٰ

(9) مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب رحمہ اللہ تعالیٰ

(10) مسند امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(11) مسند امام حماد بن امام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

(12) مسند امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ

(13) مسند امام عبداللہ بن ابی العوام رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کے علاوہ مزید مسانید ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

(14) مسند حافظ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ

(15) مسند امام حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ (مسند امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ)

(16) مسند امام ماوردی رحمہ اللہ تعالیٰ

(17) مسند ابن البزازی رحمہ اللہ تعالیٰ

(18) الرسائل العشرہ (یہ کتاب آپ کے دس رسائل کا مجموعہ ہے جس کا ایک نسخہ رقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے)

حضرت امام صاحب کے زمانہ میں دور حاضر کی طرح تصنیف وتالیف کا رواج نہیں تھا بلکہ قرطاس وقلم کی بجائے اذہان وقلوب پر زیادہ اعتماد کیا جاتا تھا، تاہم آپ کے تلامذہ کے زمانہ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا' جنہوں نے اس میدان میں گراں قدر اور انقلابی نوعیت کی خدمات انجام دیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو پڑھ کر عالم دین بنا ہوں۔ ایک غیر مسلم نے آپ کی تصانیف کو دیکھ کر یہ بات کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا تھا کہ محمد اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کی اتنی شان ہے' تو محمد اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی شان ہوگی؟

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک ہزار تصانیف ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

☆ مؤطا امام محمد، ☆ کتاب الآثار، ☆ کتاب الحج، ☆ المبسوط، ☆ الجامع الکبیر، ☆ الجامع الصغیر، ☆ السیر الصغیر، ☆ السیر الکبیر، ☆ الزیادات، ☆ الاحتجاج علی مالک، ☆ کتاب الاکراہ، ☆ کتاب الحیل، ☆ کتاب النوادر، ☆ انوار الصیام، ☆ عقائد شیبانیہ، ☆ کتاب الاصل فی الفروع، ☆ الاکتساب فی الرزق المستطاب وغیرہ۔

علاوہ ازیں آپ کے ہزاروں تلامذہ کی تصانیف اور ان کے تلامذہ بھی آپ کے علمی فیضان کا غیر متناہی ایک سلسلہ ہے جو تا قیامت جاری رہے گا۔

جواب: (ب) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور شرح معانی الآثار کی خصوصیات:

تعارف امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

ولادت ونام ونسب: تیسری صدی کے جلیل القدر محدث، ناشر فقہ حنفی اور بے مثال فقیہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پورا نام ونسب اس طرح ہے: الامام الحافظ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مصر میں وادیٔ نیل کے کنارے ''طحا'' نامی بستی، جس میں آپ پیدا ہوئے، کی نسبت سے ''طحاوی'' کہلاتے تھے۔

حصول تعلیم واساتذہ: آپ مذہبی گھرانے کے فرد جلیل تھے، سن شعور کو پہنچتے ہی علوم اسلامیہ کا آغاز کر دیا، اپنے زمانہ کے ممتاز ترین محدثین، فقہاء اور اصحاب علم وفن سے اکتساب علم کیا۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

سلیمان بن شعیب کیسانی، ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی وغیرہ کے نام لیے جاتے ہیں۔ (وصی احمد محدث سورتی، ترجمہ امام طحاوی علی شرح معانی الآثار، ج:۱، ص:۱۲) حافظ ابن حجر عسقلانی نے علم حدیث میں امام طحاوی کے جن مشائخ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: یونس بن عبدالاعلیٰ، ہارون بن سعید ایلی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، بحر بن نصر، عیسیٰ بن مشرود، ابراہیم بن ابی داؤد النصر لیس، ابوبکر، بکار بن قتیبہ۔

تدریسی خدمات وتلامذہ: آپ نے علوم وفنون کی تکمیل کے بعد تا حیات درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہزاروں علماء وفقہاء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابومحمد عبدالعزیز بن محمد التمیمی الجوہری، حافظ احمد بن القاسم بن عبداللہ البغدادی المعروف بابن الخشاب، ابوبکر علی بن سعد ویہ البروعی، ابوالقاسم مسلمۃ ابن القاسم بن ابراہیم القرطبی، ابوالقاسم عبداللہ بن علی الداؤدی، حسن بن القاسم بن عبدالرحمن المصری، قاضی ابن ابی العوام، ابوالحسن محمد بن احمد الخمینی، حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی المقری، ابوالحسن علی بن احمد الطحاوی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صاحب ''المعجم'' حافظ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس مصری، حافظ ابوبکر محمد بن جعفر بن الحسین بغدادی، میمون بن حمزہ العبید لی وغیرہ۔

تبدیلیٔ مسلک: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شروع میں شافعی المسلک تھے، بعد میں انہوں نے شافعی مسلک کو ترک کر کے حنفی مسلک اختیار کر لیا۔ اس کی وجہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی المذہب تھے، ایک دن انہوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو، تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا۔ برخلاف مذہب ابو حنیفہ۔ امام طحاوی کو مذہب حنفی کے مطابق ماں کا پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا: میں اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں ہوں، جو میری ہلاکت پر راضی ہو۔ پھر انہوں نے شافعیت کو ترک کر دیا اور حنفی مسلک کو اختیار کر لیا اور اس مسلک کے عظیم مجتہد بن گئے۔

وصال پرملال: آپ نے بیاسی سال پر کشش زندگی گزارنے کے بعد یکم ذیقعد ۳۲۱ھ میں وصال فرمایا۔

یادگار تصانیف: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دو درجن سے زائد ہے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) احکام القرآن، (۲) شرح معانی الآثار، (۳) مشکل الآثار، (۴) اختلاف العلماء، (۵) کتاب الشروط، (۶) شروط الصغیر، (۷) الشروط الاوسط، (۸) مختصر الطحاوی فی الفقہ، (۹) النوادر الفقہیہ، (۱۰) کتاب النوادر والحکایات، (۱۱) حکم ارض مکہ، (۱۲) حکم الفئی والغنائم، (۱۳) نقض کتاب المدلسین، (۱۴) کتاب الاشربہ، (۱۵) الرد علی عیسیٰ بن ابان، (۱۶) الرد علی ابی عبید، (۱۷) اختلاف الروایات، (۱۸) المزنیہ، (۱۹) شرح الجامع الکبیر، (۲۰) شرح الجامع الصغیر، (۲۱) کتاب المحاضر والسجلات، (۲۲) کتاب الوصایا والفرائض، (۲۳) کتاب التاریخ الکبیر، (۲۴) اخبار ابی حنیفہ، (۲۵) عقیدۃ الطحاوی، (۲۶) تسویہ بین اخبرنا وحدثنا، (۲۷) سنن الشافعی، (۲۸) صحیح الآثار۔

شرح معانی الآثار کی خصوصیات:

شرح معانی الآثار امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ زندہ جاوید اور کثیر الفوائد پر مشتمل یادگار تصنیف ہے، جو دیگر کتب احادیث سے کئی اعتبارات سے منفرد ہے اور یہی اس کی خصوصیات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مخالفین اسلام کے طعن کا جواب: یہ کتاب مخالفین اسلام کے مشہور طعن کے دفاع کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں متعارض احادیث کو جمع کیا، پھر علماء اسلام کی تاویلات کے ذریعے ان کے درمیان پائے جانے والے تعارض کا ارتفاع کر کے مخالفین اسلام کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

(۲) منفرد اسلوب: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک باب کے تحت پہلے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کرتے ہیں، پھر وضاحت کرتے ہیں کہ اس روایت سے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے، مگر احناف اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ان کی دلیل فلاں حدیث ہے، پھر اس حدیث کو نقل کر کے مذہب احناف کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) تطبیق: یعنی دو مختلف روایات کو نقل کر کے ان کے درمیان راجح اور مرجوح ہونے کے اعتبار سے تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نماز بغیر وضو کے صحیح نہیں ہے اور وضو بھی بغیر بسم اللہ کے درست نہیں ہے۔ پھر اسی مضمون کی دوسری روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ایک قوم کا یہی مذہب ہے کہ بسم اللہ کے بغیر وضو درست نہیں ہے جبکہ دوسرے لوگوں

یعنی احناف نے ان کی مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: جس آدمی نے بغیر بسم اللہ پڑھے وضو کیا، اس نے اچھا نہیں کیا، مگر اس کا وضو صحیح ہے۔ پھر بطور تائید ان کی دلیل نقل کرتے ہیں۔

(۴) جرح: بعض اوقات امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات کے درمیان ایک کو فیصلہ کن قرار دینے سے قبل فن رجال کا سہارا لیتے ہیں، دونوں متضاد روایات میں سے ایک روایت کو باعتبار اسناد کے مرجوح قرار دیتے ہیں جبکہ دوسری روایت کو راجح اور استنباط حکم کے لیے اصل قرار دیتے ہیں۔

(۵) نظر صحیح سے استدلال: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات نقل کر کے، دونوں کا محمل بھی بیان کرتے ہیں، پھر دلیل عقلی سے مذہب احناف کو ترجیح وقوی قرار دیتے ہیں۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات 2022



نُورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات



مُفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الأولیٰ: العقائد و الکلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......عقائد نسفیہ

سوال نمبر 1:- الخبر الصادق علی نوعین أحدهما الخبر المتواتر.

(الف) ترجمہ کریں اور خبر کی دوسری نوع کا نام لکھیں؟ ۱۰=۵+۵

(ب) خبر صادق سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں؟ ۵

(ج) خبر متواتر سے کیا مراد ہے؟ خبر متواتر اور افواہ میں کیا فرق ہے؟ ۵

(د) خبر متواتر سے کون سا علم ثابت ہوتا ہے؟ ۵

سوال نمبر 2:- (الف) عقل سے حاصل ہونے والے علم کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر قسم کا نام تعریف اور اس علم کا حکم واضح کریں؟ ۱۵

(ب) "الہام" سے کیا مراد ہے؟ کیا الہام عقل سے تعلق رکھتا ہے یا اس کا الگ وجود ہے؟ نیز الہام سے حاصل شدہ علم کیا حیثیت رکھتا ہے؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) رزق سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کیا حرام بھی رزق ہے یا رزق کا اطلاق صرف حلال پر ہوتا ہے؟ مدلل انداز میں توضیح کریں۔ ۱۵

(ب) حرام رزق، گمراہی و کفر وغیرہ کا مشیت الٰہی کی طرف منسوب کرنا کیسا ہے؟ اگر تمام کام اللہ کی مشیت سے ہوتے ہیں تو بندوں سے ان حرام کاموں کا حساب کس وجہ سے ہوگا؟ ۱۰

حصہ دوم......الحق المبین

سوال نمبر 4:- (الف) بدعت سے کیا مراد ہے؟ مفصل جواب تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا احتیاطاً گریز کیا جائے؟ ہو سکتا ہے اس نے توبہ کر لی ہو۔ ۱۰

سوال نمبر 5:-(الف) قرآن پاک کی روشنی میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدلل مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۵

(ب) اہانت سے کیا مراد ہے اور توہین کیسے ثابت ہوگی؟ ۱۰

سوال نمبر 6:-(الف) علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر الحق المبین کی روشنی میں مفصل مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کی فکر وفلسفہ کیا ہے؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

پہلا پرچہ: عقائد وکلام

حصہ اول.....عقائد نسفیہ

سوال نمبر ۱:-الخبر الصادق على نوعين أحدهما الخبر المتواتر .

(الف) ترجمہ کریں اور خبر کی دوسری نوع کا نام لکھیں؟

(ب) خبر صادق سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں؟

(ج) خبر متواتر سے کیا مراد ہے؟ نیز خبر متواتر اور افواہ میں کیا فرق ہے؟

(د) خبر متواتر سے کون سا علم ثابت ہوتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: سچی خبر کی دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کا نام خبر متواتر ہے۔

دوسری نوع کا نام: خبر الرسول المؤيد بالمعجزة .

(ب) خبر صادق:

خبر صادق وہ ہے، جو واقعہ کے مطابق ہو، کیونکہ خبر کلام ہے اور اس کی خارج کے ساتھ ایک نسبت ہے۔ اگر خارج اس نسبت کے مطابق ہو، تو وہ صادق ہوگا۔

(ج) خبر متواتر:

وہ خبر ہے، جو قوم کی زبانوں پہ صادق ہو اور وہ قوم بلحاظ تعداد اتنی ہو کہ عقلاً ان کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو۔

خبر متواتر اور افواہ میں فرق:

وہ خبر جو قوم کی زبانوں پہ جاری ہو، جن کے جھوٹ پر متفق ہونے کا تصور نہ ہو سکے۔ جبکہ افواہ ایسی خبر کو کہتے ہیں جو قوم کی زبانوں پر جاری ہو مگر اس کی کوئی اصل نہ ہو۔

(د) خبر متواتر سے ثابت ہونے والا علم:

اس خبر سے بغیر شبہ کے علم حاصل ہوتا ہے یعنی علم ضروری جیسے مکہ کے وجود کا علم۔

سوال نمبر 2:- (الف) عقل سے حاصل ہونے والے علم کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر قسم کا نام تعریف اور اس علم کا حکم واضح کریں؟

(ب) ''الہام'' سے کیا مراد ہے؟ کیا الہام عقل سے تعلق رکھتا ہے یا اس کا اپنا وجود ہے؟ نیز الہام سے حاصل شدہ علم کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: (الف) عقل سے حاصل ہونے والے علم کی اقسام:

عقل سے حاصل ہونے والے علم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ علم ضروری، ۲۔ علم اکتسابی

علم ضروری:

عقل سے جو علم بداہتہً غور و فکر کے بغیر حاصل ہو، اسے علم ضروری کہتے ہیں۔

حکم: اس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔

علم اکتسابی:

وہ علم جو عقل کے ساتھ استدلال کے ذریعہ سے حاصل ہو، وہ اکتسابی ہوتا ہے۔

حکم: یہ یقین و ثبوت میں علم ضروری کے مشابہ ہوتا ہے۔

(ب) الہام:

فیض کے طریقہ پر کسی کے دل میں کوئی بات ڈالنا، الہام کہلاتا ہے۔

الہام کا تعلق عقل سے ہے یا اپنا وجود رکھتا ہے؟

الہام کا تعلق عقل سے نہیں، یہ اپنا وجود رکھتا ہے۔ اہل حق کے نزدیک الہام کسی چیز کے صحیح ہونے کی معرفت کا سبب نہیں ہے۔

الہام سے حاصل شدہ علم:

الہام سے حاصل شدہ علم حجت اور دلیل نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 3:- (الف) رزق سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کیا حرام بھی رزق ہے یا رزق کا اطلاق صرف حلال پر ہوتا ہے؟ مدلل انداز میں توضیح کریں۔

(ب) حرام رزق، گمراہی وکفر وغیرہ کا مشیت الٰہی کی طرف منسوب کرنا کیسا ہے؟ اگر تمام کام اللہ کی مشیت سے ہوتے ہیں تو بندوں سے ان حرام کاموں کا حساب کس وجہ سے ہوگا؟

جواب: (الف) رزق:

رزق اس چیز کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ کسی حیوان کو عطا فرماتا ہے اور وہ اسے کھاتا ہے۔

نوٹ: حیوان سے مراد وہ مخلوق ہوتی ہے، جس میں حیات ہوتی ہے' اس اعتبار سے انسان بھی حیوان ہے۔

رزق کا حرام یا حلال ہونا:

رزق کبھی حلال ہوتا ہے اور کبھی حرام۔ اہل سنت کا مؤقف ہے حرام بھی رزق ہے۔ معتزلہ کے نزدیک حرام چیز رزق نہیں۔ پس جو بھی دنیا میں آیا ہے وہ اپنا رزق پورا کرتا ہے چاہے حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ انسان اپنا رزق نہ کھائے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی اور اس کے حصے کا رزق کھائے۔

(ب) حرام رزق، گمراہی وکفر کا مشیت الٰہی کی طرف منسوب کرنا:

ایمان، کفر، اطاعت، نافرمانی جو بھی بندہ کا عمل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ، مشیت اور اس کے حکم، قضاء وتقدیر کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ لیکن بندوں کو اختیار دیا گیا ہے مجبور نہیں بنایا۔

حرام کاموں کا حساب لینے کی وجہ:

معتزلہ کے نزدیک بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ جبریہ کے نزدیک بندے کا فعل اس کے اختیار سے نہیں ہوتا۔ اہل سنت کے نزدیک بندہ کسب کرتا ہے اور اس کے فعل میں اس کا اختیار ہوتا ہے۔ لہذا جب وہ اچھے اعمال کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو پسند فرماتا ہے اور ان پر راضی ہوتا ہے۔ اور برے اعمال پر ناراض ہوتا ہے۔

حصہ دوم ...... الحق المبین

سوال نمبر 4:- (الف) بدعت سے کیا مراد ہے؟ مفصل جواب تحریر کریں؟

(ب) کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا احتیاطاً گریز کیا جائے؟ ہوسکتا ہے اس نے توبہ کرلی ہو۔

جواب: (الف) بدعت پر تفصیلی مضمون:

دین میں ایسی چیز پیدا کرنا جس کی اصل دین میں نہ پائی جائے، بدعت ہے یعنی ہر وہ چیز جو کسی دلیل شرعی کے معارض ہو، بدعت شرعیہ ہے۔

یہ عرس ومیلاد ودیگر اعمال مستحسنہ جنہیں کفر وشرک اور بدعت کہا جاتا ہے، اصل میں امور مستحسنہ ہیں۔ الحمد للہ آج تک کوئی منکر بھی ان امور کو نص قطعی کے خلاف ثابت کر کے ان کے کفر ہونے کی دلیل نہ لا سکا اور نہ ان کو کسی شرعی دلیل کے خلاف ثابت کر کے ان کے بدعت ہونے پر استدلال کر سکا۔ لیکن یہ ضرور کہا کہ جس طریقہ سے تم یہ کام کرتے ہو، خیر القرون میں کسی نے نہیں کیا۔ لہٰذا یہ سب کام بدعت ہیں۔

بس اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ ان امور کی ہیئت کذائیہ کی تفصیلات قرون اولیٰ میں موجود نہیں، تو صرف اس وجہ سے ان کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔ دیکھیے قرآن کے پاروں کی تقسیم، اعراب، جمع احادیث، مدارس کا قیام، تعلیم دین پر اجرت لینا وغیرہ بے شمار ایسے امور ہیں جن کا وجود قرون اولیٰ میں نہیں پایا گیا لیکن علماء دین انہیں بدعت نہیں کہتے۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ بات قطعاً غلط اور نا قابل قبول ہے۔

(ب) کافر کو کافر نہ ماننا کیسا ہے؟

ایک مہربان نے تازہ شبہ یہ پیش کیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے ہمیں کتنی رکعت کا ثواب ملے گا، جو ہم خواہ مخواہ کسی کو کافر کہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے اس نے توبہ کر لی ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کفر و اسلام میں فرق کرنا ضروریات دین سے ہے، آپ کسی کو عمر بھر کافر نہ کہیں مگر جب اس کا کفر سامنے آ جائے تو بر بنائے کفر اسے کافر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے۔ اس لیے جب کسی شخص نے معاذ اللہ اعلانیہ طور پر کفر کا التزام کر لیا، تو وہ حکم شرعی کے مطابق قطعاً کافر ہے، تاوقتیکہ توبہ نہ کر لے۔ اگر کوئی مسلمان ایسے شخص کو کافر نہیں مانتا، تو کفر و اسلام کو معاذ اللہ یکساں سمجھنا کفر قطعی ہے۔ لہٰذا کافر کو کافر نہ ماننے والا یقیناً کافر ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) قرآن پاک کی روشنی میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدلل مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) اہانت سے کیا مراد ہے اور توہین کیسے ثابت ہوگی؟

جواب: (الف): تعظیم رسول آیات قرانی کی روشنی میں: قرآن کریم میں جہاں عقائد وعبادات اور حسن معاملات کا درس دیا گیا ہے وہاں آداب وتعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس بھی دیا گیا ہے۔

اس بارے میں کثیر آیات قرآنیہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱ – يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (علیہ السلام) کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

۲- وَلَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا ۔

(اے ایمان والو!) تم آپ کو رَاعِنَا کے الفاظ سے یاد نہ کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کے الفاظ سے یاد کرو۔

۳- لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ۔

وہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے معاملات میں) اپنا حاکم تسلیم نہ کرلیں۔

۴- مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ ۔

اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب میں گرفتار کرے جبکہ آپ ان میں تشریف فرما ہوں۔

۵- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (علیہ السلام) پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام پیش کرو جس طرح سلام پیش کرنے کا حق ہے۔

۶- وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔

اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(ب) اہانت:

ایسے الفاظ اور عبارات سے کلام مرکب کرنا جن سے تنقیص وتوہین کا پہلو نکلتا ہو۔

توہین کا ثابت ہونا:

توہین رسالت میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا' توہین آمیز عبارت پڑھتے ہوئے یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ قائل نے نیت کی ہے یا نہیں' اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتے ہوئے نیت کا اعتبار نہیں ہوتا اور کلمہ توہین ہر صورت میں توہین ہی قرار پاتا ہے بشرطیکہ قائل کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کلمہ' کلمہ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں بغیر نیت توہین کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا۔ دیکھئے صحابہ کرام کو بہ نیت تعظیم "رَاعِنَا" کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو "رَاعِنَا" کہنے سے منع کر دیا' اور اس حکم کے بعد اس کلمے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولنا توہین اور موجب عذاب قرار دے دیا۔

سوال نمبر 6:- (الف) علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر الحق المبین کی روشنی میں مفصل مضمون تحریر کریں؟
(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کی فکر وفلسفہ کیا ہے؟

جواب: (الف) علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

مخالفین نے ابھی تک اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر دوسروں کی افضلیت کا قیاس کرنا درست نہیں۔ اس لیے حضور اصل کائنات ہیں اور یہ وصف اصالت عامہ حضور کے علاوہ کسی کو نہیں ملا۔ بنابریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت' اعلمیت کو مستلزم ہوگی اور حضور کے علاوہ کسی دوسرے کی افضلیت میں اعلمیت کا استلزام نہ ہوگا۔

اس بات کی تائید وتصدیق کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور سب انبیاء کے خاتم ہیں نیز یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے' جو شیخ رضی اللہ عنہ نے باب ۴۹۱ کے علوم میں ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرق دنیا اور آخرت کا کوئی علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنیت (روحانیت) کے بغیر کسی ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتا۔ برابر ہے کہ انبیاء متقدمین ہوں یا وہ علماء ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متاخرین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اولین وآخرین کے تمام علوم عطا کیے گئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم آخرین ہی سے ہیں۔ (پھر ہمارا کوئی علم بلا واسطہ روحانیت محمد یہ کیونکر حاصل ہوسکتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم کے حکم میں تعمیم فرمائی۔ لہٰذا یہ حکم ہر قسم کے علوم کو شامل ہے۔ خواہ وہ علم منقول ہو یا معقول ہو یا مفہوم وموہوب۔ لہٰذا مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں علی الاطلاق سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کی فکر وفلسفہ:

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیابنہ کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، بابیوں، بہائیوں، حتیٰ کہ ندویوں، کانگرسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ گویا بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے۔ جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکا؟ اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے

بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم والتزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسمٰعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

(ملاحظہ فرمائیے الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی، صفحہ: ٦٢)

حیرت ہے ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں، انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ عوام کی توجہ ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے لیکن اہل علم لوگ پہلے بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

ہمارا مسلک

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کر لے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی یا ایک ندوی نے ایک التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ چہ جائے کہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندیا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس۔ اس کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے، نہ لیگی، نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولٰى" للطالبات

المو افق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الثانية: الميراث

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-(الف) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کرتے ہوئے بتائیے اس علم کا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟۱۰

(ب) میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کونسے حقوق کا تعلق ہے؟ ترتیب وار تحریر کریں؟۱۰

سوال نمبر 2:-(الف) موانع ارث کتنے اور کون کونسے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟۱۰

(ب) عول کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ کن مخارج میں عول ہوتا ہے اور کون میں نہیں ہوتا؟ ۳+۷=۱۰

سوال نمبر 3:-(الف) اصحابِ فرائض کی کل تعداد کتنی ہے؟ اس میں مرد کتنے اور خواتین کتنی ہیں؟۱۰

(ب) ایسے کتنے اصحابِ فرائض ہیں جن کو نصف ملتا ہے اور کب؟۱۰

سوال نمبر 4:-(الف) فروضِ مقدرہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟ نیز تضعیف و تنصیف کی وضاحت کریں؟۱۰

(ب) عصبہ بغیرہ وعصبہ مع غیرہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟ حالانکہ دونوں ہی خواتین ہیں؟۱۰

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کوئی سے چار مسائل حل کریں۔ ۱۰×۴=۴۰

(۱) بیٹی　چچا

(۲) دادی　نانی　چچا

(۳) شوہر　ماں　باپ

(۴) بیوی　ماں　دادا

(۵) شوہر　بیٹی　بھائی

(۶) ماں　باپ　بیٹی　بیٹی

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

دوسرا پرچہ: المیراث

سوال نمبر 1:- (الف) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کرتے ہوئے بتایئے اس علم کا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟

(ب) میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کونسے حقوق کا تعلق ہے؟ ترتیب وار تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ:

فرائض جمع ہے فریضۃ کی، اس کا معنی ہے "مقرر کیا ہوا حصہ" چونکہ میراث میں تمام ورثاء کے حصے متعین ہوتے ہیں اس وجہ سے اس علم کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

علم الفرائض کا فرض یا واجب یا سنت ہونا: علم الفرائض کا پڑھنا فرض کفایہ ہے۔

(ب) ترکہ سے متعلق بالترتیب حقوق:

میت کے مال متروکہ سے بالترتیب چار حقوق وابستہ ہیں:

1- تجہیز و تکفین:

ترکہ سے متعلق پہلا حق تجہیز و تکفین ہے، جہاز ایسے ضروری امور کو کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران مسافر جن کی طرف محتاج ہو۔ اس طرح تجہیز کا مطلب یہ ہوا کہ میت کے سفر آخرت میں میت کے لیے ضروری اشیاء کو فراہم کرنا جیسے غسل، تابوت اور کفن و دفن۔ تکفین بھی تجہیز میں داخل ہے۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے۔

2- قضائے دین:

ترکہ سے متعلق دوسرا حق قضائے دین ہے۔ قرض کی دو قسمیں ہیں:

1- حقوق اللہ عزوجل سے متعلق، 2- حقوق العباد سے متعلق

اول کا حکم وصیت کا ہی ہے، وصیت کرے تب ادا کی جائے گی اور وہ بھی 1/3 مال سے۔ دوسرے کا ثبوت (حقوق العباد سے متعلق) دو چیزوں سے ہوتا ہے: 1- شرعی شہادت، 2- اقرارِ میت۔ پھر اقرارِ میت کی دو قسمیں ہیں: 1- حالت صحت میں اقرار، 2- مرض الموت میں اقرار۔ وہ قرض جو حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً حج فرض تھا ادا نہیں کیا، زکوۃ فرض تھی ادا نہیں کی وغیرہ۔ تو ان حقوق کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ میت نے اس قرض کی ادائیگی کی وصیت نہ کی ہو تو اس صورت میں ادائیگی قرض ضروری نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میت نے اس قرض کوادا کرنے کی وصیت کی ہو تو پھر ورثاء پر ضروری ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے حصے سے وصیت پوری کریں۔ وہ قرض جو حقوق العباد سے متعلق ہوں مثلاً رقم ادھار لی تھی وغیرہ تو اس قرض کی ادائیگی کی بھی دو صورتیں ہیں: وہ قرض جو شرعی شہادتوں سے ثابت ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ قرض میت کے اقرار سے ثابت ہو۔ ان دونوں صورتوں میں قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔ میت کے ورثاء پر لازم ہوگا کہ وہ میت کے اموال ترکہ میں سے اس کے قرض کی ادائیگی کا فریضہ سرانجام دیں۔

3- وصیت:

ترکہ سے متعلق تیسرا حق وصیت ہے اگر میت نے اپنی زندگی میں کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں کو صرف کر دینا اور مدرسہ بنا دینا وغیرہ۔ تو تجہیز و تکفین اور قضائے دین کے بعد میت کی جائیداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس کے تیسرے حصہ سے میت کی وصیت پوری کی جائے گی۔

4- تقسیم میراث:

ترکہ سے متعلق چوتھا حق تقسیم میراث ہے۔ میت کی تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور تعمیل وصیت کے بعد میت کا جو مال بچے اس کو ترتیب شرعی کے مطابق تقسیم کیا جائے گا یعنی قرآن مقدس و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے جو ترتیب ثابت ہے اس ترتیب کو تقسیم میراث میں مدنظر رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 2:-(الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) عول کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ کن مخارج میں عول ہوتا ہے اور کون میں نہیں ہوتا؟

جواب: (الف) موانع ارث:

موانع ارث پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) اختلاف دین: ایک آدمی مسلمان ہو اور دوسرا کافر ہو، تو دونوں کا دین مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے ترکہ سے محروم رہیں گے۔

(۲) قتل: ایک شخص نے دوسرے کو قتل کر دیا اور ورثاء میں قاتل شامل ہو، تو وہ ترکہ سے حصہ وصول کرنے میں محروم رہے گا۔

(۳) اندھی موت: کچھ لوگ دیوار کے نیچے آ کر ہلاک ہو گئے یا پانی میں ڈوب کر مر گئے لیکن علم نہیں ہے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون ہلاک ہوا۔ تو یہ سب باہم وارث بننے سے محروم رہیں گے۔

(۴) مرتد: ورثاء میت میں سے کوئی مرتد ہو جائے (معاذ اللہ) تو وہ وراثت سے محروم رہے گا۔

(۵) اختلاف دارین: دو مختلف ممالک کے باشندے ہوں تو دونوں ترکہ سے محروم رہیں گے۔ یہ مانع

ں کے لیے ہے۔ تاہم اختلاف ممالک کے باوجود مسلمان باہم ایک دوسرے کے وارث بنیں

ل کی تعریف:

خرج تنگ ہوجائے تو مخرج پر اس کی مثل زیادتی کرنا عول کہلاتا ہے۔

ارج سات ہیں: ۲،۴،۸،۳،۶،۱۲،۲۴ یعنی (2,4,8,3,6,12,24)

ں سے (۲،۴،۸ اور ۳) کا عول ہوتا ہی نہیں۔

یں کا عول ہوتا ہے۔

ول ۱۰ تک ہوتا ہے جفت وطاق دونوں اعتبار سے۔

عول ۱۳،۱۵ اور ۱۷ ہوتا ہے۔

ا عول صرف ایک ہی عدد ہوتا ہے اور وہ "۲۷" ہے۔

نمبر 3:- (الف) اصحابِ فرائض کی کل تعداد کتنی ہے؟ اس میں مرد کتنے اور خواتین کتنی ہیں؟

) ایسے کتنے اصحابِ فرائض ہیں جن کو نصف ملتا ہے اور کب؟

(الف) اصحاب فرائض کی تعریف اور میت کے وارث حقوق:

فراد کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں ان کو اصحابِ فروض کہا جاتا ہے اور اصحابِ فروض تعداد میں

) ہیں جن میں سے چار مرد ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

باپ، 2-جد صحیح، 3-حقیقی بھائی، 4-خاوند

(8) عورتیں شامل ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

بیوی، 2-والدہ، 3-جدہ صحیحہ، 4-پوتی، 5-بیٹی، 6-اخوات شقیقہ

اخوات ابویہ، 8-اخوات امیہ

نصف حصہ وصول کرنے والے اصحابِ فرائض:

-خاوند: اس کی ایک ہی شرط ہے کہ میت کے بیٹا، بیٹی اور پوتا، پوتی میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔

-بیٹی: اس کی دو شرطیں ہیں: 1- یہ کہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

-میت کی صرف ایک ہی بیٹی ہو۔

-پوتی: اس صورت میں جب اکیلی ہو۔

-عینی بہن: اس صورت میں جب عینی بہن صرف ایک ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسری بہن یا بیٹی

نہ ہو۔

5- علاتی بہن: اس صورت میں جب علاتی بہن ایک ہو اور کوئی حقیقی بہن نہ ہو۔

سوال نمبر 4:- (الف) فروضِ مقدرہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟ نیز تضعیف و تنصیف کی وضاحت کریں؟

(ب) عصبہ بغیرہ و عصبہ مع غیرہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟ حالانکہ دونوں ہی خواتین ہیں۔

جواب: (الف) فروض مقدرہ:

فروض مقدرہ چھ ہیں: نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث اور سدس۔

تضعیف:

تضعیف کا مطلب ہے ایک کو دو گنا کریں تو اس سے اگلے والا حاصل ہو جائے مثلاً ثمن کو دو گنا کریں تو ربع حاصل ہوگا۔ اور ربع کو دو گنا کرنے سے نصف حاصل ہوگا۔ اسی طرح نوع ثانی میں سدس کو دو گنا کرنے سے ثلث، ثلث کو دو گنا کرنے سے ثلثان حاصل ہوگا۔

تنصیف:

تنصیف کا مطلب ہے ایک کو آدھا کرنے سے اگلا حاصل ہو جائے جیسے ربع کو نصف کرنے سے ثمن، اور نصف کو نصف کرنے سے ربع حاصل ہو جائے۔ یونہی نوع ثانی میں ثلثان کو نصف کرنے سے ثلث، اور ثلث کو نصف کرنے سے سدس حاصل ہوگا۔

(ب) عصبہ بغیرہ و مع غیرہ میں فرق:

عصبہ بغیرہ میں جو غیر ہوتا ہے وہ بذات خود عصبہ ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ بہن شامل ہو جائے، تو اسے بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔ جبکہ عصبہ مع غیرہ میں جو غیر ہوتا ہے وہ خود تو عصبہ نہیں ہوتا لیکن جب دوسری عورت کے ساتھ ملتا ہے، تو اس طرح جمع ہونے سے دونوں عصبہ بن جاتے ہیں۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) بیٹی	چچا		
(۲) دادی	نانی	چچا	
(۳) شوہر	ماں	باپ	
(۴) بیوی	ماں	دادا	
(۵) شوہر	بیٹی	بھائی	
(۶) ماں	باپ	بیٹی	بیٹی

جواب:

(۱) مسئلہ 13,2

میـــــــــــــــــــــــــــت

بیٹی	چچا
½	عصبہ
1	1

(۲) مسئلہ 12=2x6

میـــــــــــــــــــــــــــت

دادی	نانی	چچا
1/6		عصبہ
1		5
2		10

(۳) مسئلہ 6

میـــــــــــــــــــــــــــت

زوج	ماں	باپ
½	1/3 مابقی	عصبہ
3	1	2

(۴) مسئلہ 12

میـــــــــــــــــــــــــــت

بیوی	ماں	دادا
¼	1/3	عصبہ
3	4	5

(۵) مسئلہ 4

میـــــــــــــــــــــــــــت

شوہر	بیٹی	بھائی
¼	½	عصبہ

1	2	1

(۲) مسئلہ 6

میـــت

ماں	باپ	بیٹی
1/6	1/6+عصبہ	½
1	2	3

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الثالثة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-قال لایحل للرجل ان یتزوج بامراة ابنه وبنی اولاده لقوله تعالیٰ وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰=۵+۵

(ب) "مِنْ اَصْلَابِکُمْ" کو ذکر کرنے کی وجہ بیان کریں نیز بتائیں کہ رضائی بیٹے کی زوجہ سے نکاح کا حکم کیا ہے؟ ۸=۴+۴

(ج) مسلمان مرد وعورت کے نکاح میں گواہ شرط ہیں یا نہیں؟ اگر شرط ہیں تو ان کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ مفصل تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 2:-(الف) نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو تو ایسے نکاح کا حکم کیا ہے؟ نیز بہر صورت کون سا مہر لازم آئے گا؟ ۱۰

(ب) حق مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟ اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ ۱۷

(ج) دخول سے قبل طلاق ہو جائے یا زوجین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو کتنا مہر لازم آئے گا؟ ۸

سوال نمبر 3:-قال الطلاق علی ثلاثة أوجه .

(الف) طلاق کی تینوں اقسام کی توضیح بمع حکم فقہی سپر د قلم کریں؟ ۱۸

(ب) طلاق کی مذکورہ اقسام کے متعلق امام شافعی و مالک رحمہما اللہ کا مذہب ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4:-(الف) غیر مدخول بہا زوجہ کی طلاق کے متعلق ہدایہ میں مذکورہ تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟ ۲۵

(ب) تفویض الطلاق کی وضاحت بمع حکم بیان کریں؟ ۸

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَتَزَوَّجَ بِامْرَاةِ ابْنِهٖ وَبَنِيْ اَوْلَادِهٖ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) "مِنْ اَصْلَابِكُمْ" کو ذکر کرنے کی وجہ بیان کریں نیز بتائیں کہ رضاعی بیٹے کی زوجہ سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(ج) مسلمان مرد وعورت کے نکاح میں گواہ شرط ہیں یا نہیں؟ اگر شرط ہیں تو ان کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ مفصل تحریر کریں؟

جواب: (الف) حرکات وسکنات: حرکات وسکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ کسی مرد کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ شادی کرے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ یا اپنی اولاد کی اولاد میں سے کسی کی بیوی کے ساتھ۔ اس کی دلیل فرمانِ الٰہی ہے: "اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں"

(ب) "مِنْ اَصْلَابِكُمْ" ذکر کرنے کی وجہ:

"مِنْ اَصْلَابِكُمْ" کو اس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ "منہ بولے بیٹے" کے معتبر ہونے کو ساقط قرار دیا جائے۔ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی یا اس کی اولاد کی اولاد میں سے کسی کی بھی بیوی سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح کا حکم:

رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے، جو حرمت نسب سے ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا رضاعی بیٹے کی بیوی کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) گواہوں کا موجود ہونا:

مسلمان مرد وعورت کے نکاح میں گواہی شرط ہے، اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے: "صرف گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو سکتا ہے۔"

گواہی سے متعلق شرائط:

☆ گواہی دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، ☆ وہ آزاد ہوں، ☆ عاقل ہوں، ☆

بالغ ہوں، ☆مسلمان ہوں۔

سوال نمبر 2:- (الف) نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو تو ایسے نکاح کا حکم کیا ہے؟ نیز بہر صورت کون سا مہر لازم آئے گا؟

(ب) حق مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟ اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

(ج) دخول سے قبل طلاق ہو جائے یا زوجین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو کتنا مہر لازم آئے گا؟

جواب: (الف) مہر کا ذکر کیے بغیر نکاح کا حکم:

نکاح درست ہوتا ہے اگر چہ اس میں مہر مقرر نہ کیا گیا ہو، یا اس کو ذکر نہ کیا گیا ہو۔

بہر صورت مہر کی قسم:

اگر مہر مقرر نہیں کیا گیا، تو اس صورت میں عورت کے لیے مہر مثل لازم آئے گا یعنی مہر مثل ملے گا۔

(ب) مہر کی کم از کم مقدار: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔

اختلاف ائمہ مع دلائل:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف و دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی بھی چیز کے سودے میں، جو چیز قیمت بن سکتی ہو، اسے مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ یہ احناف سے مہر کی کم از کم مقدار سے متعلق اتفاق کرتے ہیں کہ اس کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ انہوں نے بھی احناف کی دلیل کو نقل کیا ہے۔

احناف کا موقف و دلیل: علماء احناف کے نزدیک عورت کو دس درہم ملیں گے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔"

(ج) قبل از دخول مہر کا حکم:

اگر مرد نے عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی تو علماء کے نزدیک پانچ درہم کی ادائیگی لازم آئے گی۔ اگر زوجین میں سے کوئی فوت ہو جائے، تو اس وفات کے نتیجے میں نکاح اپنی انتہاء تک پہنچ کر مکمل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شوہر پر طے شدہ مہر کی ادائیگی لازم آئے گی۔

سوال نمبر 3:- قال الطلاق علی ثلاثة أوجه .

(الف) طلاق کی تینوں اقسام کی توضیح بمع حکم فقہی سپرد قلم کریں؟

(ب) طلاق کی مذکورہ اقسام کے متعلق امام شافعی و مالک رحمہما اللہ کا مذہب ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) اقسام ثلاثہ کی توضیح بمع حکم:

(۱) طلاق احسن: شوہر اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو پھر عدت پوری ہونے تک اس سے الگ رہے۔ اس طلاق کی عدت مکمل ہونے پر شوہر حلالہ کے بغیر مطلقہ سے دوبارہ

نکاح کرسکتا ہے۔صحابہ اس طلاق کو افضل قرار دیتے تھے۔

(۲) طلاق حسن: خاوند اپنی مدخولہ بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے، گویا ہر طہر میں ایک طلاق دے۔یہ طلاق ''طلاق سنت'' کہلاتی ہے۔گویا یوں طلاق دینا سنت سے ثابت ہے۔طہر کے آخری ایام میں طلاق دینا زیادہ بہتر ہے۔

(۳) طلاق بدعت: شوہر اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے، تو یہ طلاق بدعت ہوگی۔اس طلاق کی صورت میں رجوع نہیں کیا جاسکتا بلکہ زوجین کے مابین مکمل علیحدگی ہوجاتی ہے۔

(ب) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی بھی طریقہ کے ساتھ طلاق دینا مباح ہے، کیونکہ یہ ایسا تصرف ہے جو مشروع ہے۔لہٰذا مشروعیت، ممانعت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب: طلاقِ حسن سے متعلق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ بدعت ہے اور صرف ایک ہی طلاق دینا مباح ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق میں اصل چیز ممنوعیت ہے، وہ چیز ایک طلاق سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔تو پھر ہمیں ایک سے زیادہ طلاق دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اس اعتبار سے اسے بدعت شمار کیا جائے گا۔

سوال نمبر 4:-(الف) غیر مدخول بہا زوجہ کی طلاق کے متعلق ہدایہ میں مذکورہ تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟

(ب) تفویض الطلاق کی وضاحت بمع حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) طلاق قبل از دخول کی صورتیں:

1-اگر شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں دیں، تو تینوں واقع ہوجائیں گی۔

2-اگر تین طلاقیں الگ الگ دیں، تو وہ پہلی طلاق کے ذریعے بائنہ ہوجائے گی اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

3-اگر شوہر کہے کہ تمہیں ایک طلاق ہے اور ایک کا ذکر کرنے سے پہلے وہ انتقال کرگئی تو طلاق باطل ہوجائے گی۔

(ب) تفویض طلاق کی وضاحت:

جب کوئی شخص اپنی عورت سے کہے: تم اپنی ذات اختیار کرلو اور وہ ان الفاظ کے ذریعے طلاق کی نیت کرے، یا کہے کہ تم اپنے آپ کو طلاق دے دو، تو اس صورت میں عورت کو اختیار ہوگا کہ جب تک وہ اس مجلس میں موجود ہے خود کو طلاق دے سکتی ہے۔

حکم: عورت کا [illegible] اسی [illegible] کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے، جس میں اسے اختیار دیا گیا ہو۔تمام صحابہ کرام [illegible] پر اتفاق ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمیة "السنة الاولیٰ" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الرابعة: الحدیث - ١

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

نوٹ: ہر حصہ سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الأول...... مسند امام اعظم

سوال نمبر 1:- قال فأخبرنی عن الإحسان ماهو قال الإحسان أن تعمل الله کأنك تراه فإن لم تکن تراه فإنه یراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت، قال فأخبرنی عن الساعة متی هی قال ما المسؤل عنها بأعلم من السائل .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ یہاں احسان سے کیا مراد ہے؟ ۵:۔ ۵+۱۰

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ وَیُنَصِّرَانِهٖ قِیْلَ فَمَنْ مَّاتَ صَغِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اللهُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ .

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) بچپن میں فوت ہونے والے مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں؟ اس بارے میں کوئی دو قول مع الدلیل لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:-عن أم هانی قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عائشة لیکن شعارك العلم والقرآن .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۵=۷+۸

(ب) ''علم کا طلب کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے'' حدیث شریف کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟ ۱۰

القسم الثاني...... آثار السنن

سوال نمبر 4:۔عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وهو بمكة نحو بيت المقدس والكعبة بين يديه .

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) چلتی سواری پر فرض نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ جبکہ استقبال قبلہ ممکن نہ ہو۔ ۱۰

سوال نمبر 5:۔عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استاذنكم نساؤكم بالليل الى المسجد فاذنوا لهن .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۵=۷+۸

(ب) عورتوں کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ دلائل کے ساتھ اپنا موقف سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:۔عن عبادة بن الصامت قال كنا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلاة الفجر فقرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فثقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلكم تقرؤون خلف إمامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله قال لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز قرأت خلف الامام کے بارے احناف کا مسلک تحریر کریں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کی کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

چوتھا پرچہ: حدیث

القسم الأول...... مسند امام اعظم

سوال نمبر 1:۔قال فاخبرني عن الإحسان ماهو قال الإحسان أن تعمل الله كانك تراه

فإن لم تكن تراه فإنه يراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت قال فأخبرني عن الساعة متى هي قال ما المسؤل عنها بأعلم من السائل ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ یہاں احسان سے کیا مراد ہے؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: (الف) ترجمہ: عرض کیا کہ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ فرمایا: احسان یہ ہے کہ گویا تو اپنا ہر عمل اللہ کے لیے اس خیال سے کرنے لگے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، سو تو اگر اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: جب میں اس طرح عمل کرنے لگوں تو میں محسن ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر عرض کیا: مجھے قیامت سے متعلق خبر دیں؟ فرمایا: جس سے سوال کیا جا رہا ہے، سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

احسان:

احسان سے مراد ہے "نیکی کرنا" اور یہ دو طرح ہوتا ہے:

۱۔ لوگوں پر انعام و اکرام کر کے ان کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنا۔

۲۔ کسی عمل خیر کو مکمل، عمدہ اور بہترین طریقے سے اس طرح ادا کرنا جیسا کہ اسے ادا کرنے کا حق ہے۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح:

آنے والے شخص نے (حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کب آئے گی؟ تو آپ نے جواب دیا: مسئول اور سائل دونوں اس بارے میں جانتے ہیں اور مجھے بھی اتنا ہی علم ہے جتنا کہ سائل کو ہے۔ نہ اس سے کم اور نہ ہی زیادہ۔

سوال نمبر 2:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ قِيْلَ فَمَنْ مَاتَ صَغِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ۔

(الف) حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) بچپن میں فوت ہونے والے مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں؟ اس بارے میں کوئی دو قول مع الدلیل لکھیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت (دین اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی اور نصرانی بنا لیتے ہیں۔ عرض کیا

گیا: جو بچہ بچپن میں فوت ہو جائے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ آنے والی زندگی میں کیا کرنے والا تھا۔

(ب) مشرکین کے بچوں کا جنت یا دوزخ میں جانا:

اس مسئلہ میں مختلف روایات ہیں:

۱- وہ جنتی ہیں، کیونکہ ہر بچہ دین اسلام (فطرت) پر پیدا ہوتا ہے۔

اس کی دلیل مذکورہ بالا حدیث مبارکہ ہے۔

۲- توقف اختیار کرنا یعنی ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرنا۔

جیسا کہ مسند امام اعظم، اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث میں توقف بیان کیا گیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کوئی قطعی یا یقینی حکم صادر نہیں فرمایا۔

سوال نمبر ۲:- عن أم هانی قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائشة ليكن شعارك العلم والقرآن

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) ''علم کا طلب کرنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے'' حدیث شریف کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم علم اور قرآن کو اپنا شعار بنالو۔

تشریح وتوضیح:

اس حدیث مبارکہ میں علم سے مراد حدیث مبارکہ کا علم ہے، کیونکہ احادیث مبارکہ سے ہی قرآنی تعلیمات کی تشریح وتوضیح ممکن ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ علم حدیث' قرآن کریم اور تمام اسلامی احکام و مسائل پر مشتمل ہوتا ہے اور سب کے لیے عام ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر مگر جامع الفاظ میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، کیونکہ یہ دونوں ہی شریعت اسلامی کی بنیادی اساس ہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم ہر مسلمان کے لیے بقدر ضرورت واجب ولازم ہے۔

(ب) وضاحت:

''علم کی طلب ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔'' یہاں علم سے مراد علم دین ہے، جس کا جاننا ہر مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت سب پر فرض ہے۔ علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے، جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے۔ عوام کا علم عوام کے لیے جاننا ضروری وفرض ہے۔ ایسے احکام کا جاننا جن کا اللہ

تعالیٰ نے انسان کو مکلف کیا ہے، جن کا کرنا اور نہ کرنا اس پر ضروری ہے ان سب کا جاننا اس کے لیے ضروری ہے۔ان کی صراحت قرآن مجید میں مذکور ہے۔

اسی طرح احکام شرعیہ کی تمام فروعات کا علم حاصل کرنا، قرآن مجید کی صریح آیات کا جاننا، آثار و احادیث کا علم حاصل کرنا ہر شخص کے لیے ضروری نہیں لیکن چند افراد کے لیے اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے کہ وہ تمام پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وسنت سے حل کر سکیں۔

حصہ دوم......آثار السنن

سوال نمبر 4:-عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وهو بمكة نحو بيت المقدس والكعبة بين يديه .

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں نیز بتائیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں؟

(ب) چلتی سواری پر فرض نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ جبکہ استقبال قبلہ ممکن نہ ہو۔

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے درانحالیکہ آپ مکہ میں تھے اور آپ کے سامنے کعبہ ہوتا تھا۔

بیت المقدس بطور قبلہ: آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔

(ب) چلتی سواری پر فرض نماز کی ادائیگی:

چلتی سواری پر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں۔البتہ خوف کے عالم (دوران جنگ) ایسا کیا جا سکتا ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر اس طرف متوجہ ہوتے، نفل پڑھتے تھے اور وتر بھی سواری پر پڑھتے سوائے اس کے کہ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔

سوال نمبر 5:-عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَاذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَاذَنُوا لَهُنَّ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) عورتوں کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ دلائل کے ساتھ اپنا موقف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات کے وقت تمہاری عورتیں تم سے مسجد جانے کی اجازت مانگیں، تو پس تم انہیں اجازت دے دیا کرو۔

(ب) عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتوں کو مساجد میں جانے سے روکنے کو منع فرمایا ہے، یہ نہی تنزیہی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جوان خواتین مطلقاً نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہ جائیں جبکہ بوڑھی عورتیں مغرب وعشاء اور فجر کی نمازوں میں جا سکتی ہیں۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مرد جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے کر ہم سے سبقت لے گئے، ہم یہ ثواب کس طرح پائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم میں سے جو عورت گھر پر بیٹھے گی، وہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتوں کا بناؤ سنگھار دیکھ لیتے، تو ان کو مساجد میں جانے سے روک دیتے اور موجودہ دور میں عورتوں کی نمود ونمائش، بناؤ سنگھار، نیم عریاں لباس اور بازاروں میں بے راہ لوگوں کی کثرت خصوصیت کے ساتھ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں پابند رکھا جائے اور شمع خانہ کو چراغ محفل بنانے سے روکا جائے۔

خرابیوں کے سبب عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع کیا جاتا ہے، ان میں کچھ درج ذیل ہیں:

۱- عورتوں کا تنگ، چست اور نیم عریاں لباس پہن کر گھر سے باہر نکلنا۔

۲- عورتوں کا بے نقاب ہو کر مردوں کی بھیڑ میں خوشبو لگا کر بازاروں میں خرید وفروخت کے لیے ناز و انداز سے چلنا۔

۳- عورتوں کا بے پردہ مختلف سواریوں پر سوار ہو کر جانا۔

۴- ساحل سمندر پر مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر بلند آواز سے باتیں کرتے ہوئے جانا۔

۵- بیویوں کا خاوندوں پر حکم چلانا اور انہیں اپنے تابع بنا کر رکھنا۔

۶- مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا بلند آواز سے چیزیں فروخت کرنا۔

۷- عورتوں کا بطور سوسائٹی گرل مخرب اخلاق کاموں میں مصروف رہنا۔

۸- ٹرین اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بے پردہ اجنبی مردوں کے ساتھ سفر کرنا۔

سوال نمبر 6:- عن عبادة بن الصامت قال كنا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلاة الفجر فقرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فثقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلكم تقرؤون خلف إمامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله قال لا تفعلوا إلا بفاتحة

الکتاب ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں، نیز قرأت خلف الامام کے بارے احناف کا مسلک تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کی کوئی دو دلیلیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دقت پیش آئی قرأت کرنے میں، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۃ الفاتحہ کے۔

قرأت خلف الامام سے متعلق احناف کا مسلک:

احناف کے نزدیک امام کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے گی اس میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہوگی۔

(ب) دلائل:

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے، تو تم خاموش رہو۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے: "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝" پڑھنا شروع ہو گیا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے کس نے قرأت کی؟ یا فرمایا: تم میں سے کون قرأت کرنے والا ہے؟ تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولیٰ" للطالبات

المو افق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الخامسة: للمؤطئين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ١٠٠

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

حصہ اول...... مؤطا امام مالک

سوال نمبر 1:-عن زيد بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابيه انه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال: لا احب العقوق و كانه انما كره الاسم وقال: ومن ولدله ولد فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) عقیقہ کے جانور، ان کی عمریں کم از کم اور ان کے گوشت کا حکم تفصیل؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-عن يحيىٰ بن سعيد انه قال سمعت سعيد بن المسيب يقول: لا رضاعة الا ما كان فی المهد والا ما انبت اللحم والدم .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) کتنی مدت میں رضاعت ثابت ہو سکتی ہے؟ احناف کا نظریہ مع دلائل لکھیں۔ ۱۵

سوال نمبر 3:-ان سعد بن عبادة قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ارايت لوانی وجدت مع امراتی رجلا، امهله حتى اتی باربعة شهداء؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) حد کس کو کہتے ہیں؟ اور حدود کی تعداد و اسماء تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ دوم...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر 4:-عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما ان رجلا من اصحاب رسول الله

المسجد يوم الجمعة وعمر بن الخطاب يخطب الناس فقال
جـل انـقـلبـت من السوق فسمعت النداء فما زدت على ان
عمر والوضوء ايضا وقد علمت ان رسول الله صلى الله عليه

راب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰
یا واجب؟ احناف کا مؤقف دلیل کے ساتھ بیان کریں؟ ۵
بـن مـالك قال كنا نصلي العصر ثم يذهب الذاهب الى قباء

ترجمہ کریں؟ ۱۵
ناف کے نزدیک کیا ہے؟ تفصیلی لکھیں۔ ۱۰
بن عبداللہ يقول: من صلى ركعة لم يقرا فيها بام القرآن فلم

جمہ کریں؟ ۱۵
نے یا نہ پڑھنے پر احناف اور شوافع کیا حکم لگاتے ہیں؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

☆☆☆

اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

نچواں پرچہ: موطئین

ول ...... مؤطا امام مالک

سْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ
نقِيقَةِ فَقَالَ: لَا اُحِبُّ الْعُقُوقَ وَكَانَّهُ اِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ:
كَ عَنْ وَّلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ ۔

ہ کریں؟
یں کم از کم اور ان کے گوشت کا حکم لکھیں۔
اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوضمرہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ سے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے (اس رسم کے لیے) مخصوص لفظ عقیقہ کے استعمال کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا: اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے، پس اسے کرنا چاہیے۔

(ب) عقیقہ کے جانور:

آٹھ ہیں: دو بھیڑوں، دو بکریوں، دو اونٹوں اور دو گائیوں میں سے (نر و مادہ) عقیقہ کرنا قربانی کی مثل ہے۔ لہٰذا ایسا کوئی جانور ذبح نہ کیا جائے جسے عید الاضحیٰ پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ کانا، کمزور، مقطوع الاعضاء اور بیمار جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے۔

جانور کی کم از کم عمر:

بکری ایک برس، گائے تین برس اور اونٹ چھ برس سے زیادہ کا ہونا چاہیے۔

گوشت کا حکم:

عقیقہ کا گوشت خود کھایا بھی جا سکتا ہے، صدقہ بھی کیا جا سکتا ہے، پڑوسیوں کو بطور تحفہ بھیجا جا سکتا ہے لیکن اس کے گوشت اور کھال کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔

سوال نمبر 2:- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ وَاِلَّا مَا اَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) کتنی مدت میں رضاعت ثابت ہو سکتی ہے؟ احناف کا نظریہ مع دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رضاعت وہ ہے جو گود میں ہو اور اس کے ذریعے خون اور گوشت پیدا ہو۔

(ب) مدت رضاعت:

جمہور کے نزدیک دو سال کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں۔

احناف کا نظریہ مع دلائل:

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہے، اس دوران اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پی لیتا ہے، تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ آپ کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ (الاحقاف) ''بچے کے حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہیں۔''

سوال نمبر 3:-اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنِّيْ وَجَدْتُّ مَعَ امْرَاَتِيْ رَجُلًا، اُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حد کس کو کہتے ہیں؟ اور حدود کی تعداد واسماء تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن سوال کیا: یارسول اللہ! اگر میں پاؤں اپنی بیوی کے پاس کسی اور مرد کو، تو کیا چار گواہ ملنے تک انہیں مہلت دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

(ب) حد:

حد کا لغوی معنی ہے ''روکنا''۔ اصطلاحی طور پر حد ایک قسم کی سزا ہے، جس کی مقدار شریعت کی طرف سے مقرر ہے کہ اس میں کمی وبیشی نہیں ہو سکتی۔ اس سے مقصود لوگوں کو ایسے برے کاموں سے باز رکھنا ہے جن کی سزا یہ ہے۔

حدود کی تعداد واسماء:

حدود کی تین اقسام ہیں:

۱-حد زنا، ۲-حد سرقہ، ۳-حد قذف

حصہ دوم ...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر 4:-عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنْقَلَبْتُ مِنَ السُّوْقِ فَسَمِعْتُ النِّدَآءَ فَمَا زِدْتُّ عَلٰى اَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ اَقْبَلْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوْءُ اَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ بِالْغُسْلِ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) جمعہ کا غسل فرض ہے یا واجب؟ احناف کا موقف دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا: یہ کونسا وقت ہے؟ (مسجد میں آنے کا) اس شخص نے جواب دیا کہ میں جیسے ہی بازار سے واپس آیا، میں نے اذان سنی اور وضو کر کے کوئی دوسرا کام نہیں کیا اور آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو کرنا۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ب) غسل جمعہ کا فرض یا واجب ہونا:

اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا فرض ہے یا واجب؟ صاحب ہدایہ کے نزدیک سنت، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے۔ احناف کے نزدیک بھی غسل جمعہ مسنون ہے۔

احناف کا موقف:

احناف اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"جو شخص جمعہ کے دن صرف وضو کرے تو یہ کافی ہے اور ٹھیک ہے۔ لیکن جو شخص غسل کرے تو یہ زیادہ فضیلت والا ہے۔"

سوال نمبر 5: - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَاءَ فَيَاْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) اوقات خمسہ للصلوٰۃ احناف کے نزدیک کیا ہے؟ تفصیلی لکھیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز عصر پڑھ لیا کرتے، پھر کوئی جانے والا قباء جاتا تو ابھی سورج بلند ہی ہوتا تھا۔

(ب) اوقات خمسہ للصلوٰۃ:

فجر: احناف کے نزدیک نماز فجر کا وقت صبح صادق کے طلوع سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔

ظہر: زوال آفتاب سے لیکر یہاں تک کہ سایہ ایک قامت کے برابر ہو جائے۔

عصر: دو مثل سائے سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

مغرب: مغرب کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

شفق غائب ہونے کے بعد مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عشاء: عشاء کا وقت شفق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔

سوال نمبر 6:- سَمِعَ جَابِرُ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے پر احناف اور شوافع کیا حکم لگاتے ہیں؟ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: سنا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے کہ جس نے ایک رکعت ادا کی اور اس میں اس نے ام القرآن نہ پڑھی، تو گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی ماسوا اس کہ وہ امام کی اقتداء میں ہو۔

(ب) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض ہے، اس کے ترک سے نماز بالکل فاسد ہو جائے گی۔ دلیل میں لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب والی حدیث مشہور پیش کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے نہ کہ فرض، اور فاتحہ کے ساتھ سورۃ کا ملانا بھی واجب ہے۔ فرض مطلق قرأت ہے یہاں یہ واضح ہونا چاہیے کہ حنفیہ کے نزدیک واجب کے ترک سے فرض ساقط ہو جاتا ہے، لیکن نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے، اور بھول کر ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

حنفیہ کا استدلال مطلق قرأت کی فرضیت پر قرآن کریم کی آیت: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے ہے، اس آیت سے مطلق قرأت کی فرضیت کا ثبوت ہوتا ہے، نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو تین مرتبہ ان کی نماز کو دوبارہ پڑھنے کے لیے لوٹایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ پھر ان صحابی نے کہا: مجھے سکھا دیجیے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إذا قمت إلى الصلاة فكبر ثم اقرأ ماتيسر معك من القرآن الخ یہ حدیث بھی مطلق قرأت کے فرضیت کی دلیل ہے۔

حنفیہ کے نزدیک قرأت فاتحہ واجب ہے نہ کہ فرض اس پر دلیل حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے، چنانچہ وہ روایت کرتے ہیں: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم الكتاب فهي خداج ۔ خداج کے معنی ہیں ناقص و ادھورا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو خداج (ناقص، ناتمام) فرما رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت تو ساقط ہو گئی لیکن نماز ناتمام رہے گی۔ لہٰذا اس کا اعادہ ضروری ہے۔

حنفیہ کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں۔ایک جواب جو بہت مشہور ہے: لا صلاۃ إلا بفاتحۃ الکتاب میں لا نفی کمال کے لیے ہے جیسے لا صلاۃ لجار المسجد میں لا نفی کمال کے لیے ہے یعنی مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں صحیح ہے، لیکن مسجد میں نماز کا ادا کرنا فرض صلاۃ نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی مسجد کے پڑوس میں رہنے والا گھر میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی اور یہی حکم: لا صلاۃ إلا بفاتحۃ الکتاب کا ہے، لیکن یہ جواب محققین احناف نے پسند نہیں کیا ہے' کیونکہ اس سے ہمارے مسلک ہی پر ضرب پڑتی ہے' وہ اس طرح کہ "لا" نفی کمال کے لیے ماننے کی صورت میں فاتحہ واجب نہیں ہونا چاہیے بلکہ سنت ہونا چاہیے جیسے کہ جار المسجد کا مسجد میں نماز پڑھنا سنت ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الاولىٰ" للطالبات

المو افق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة السادسة: أصول الحديث

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر1:-(الف) ضرورت حدیث کو بیان کرنے کے بعد علم حدیث از روئے روایت کی تعریف سپرد قلم کریں؟۲۰=۱۰+۱۰

(ب) کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟۱۴

سوال نمبر2:-(الف) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کونسے مراتب ہیں؟ ان میں سے دو کی تعریف کریں؟۲۰=۷+۷+۶

(ب) متن اور سند میں احکام کا فرق تفصیلاً بیان کریں؟۱۴

سوال نمبر3:-(الف) جب محدثین کسی سند کے بارے میں کہیں "لا یصح" کہیں تو اس سے مراد حدیث کا موضوع ہونا ہوتا ہے یا کچھ اور؟ تفصیلاً جواب دیں۔۱۵

(ب) درج ذیل میں سے صرف تین کی تعریفات بیان کریں؟۱۸

موقوف، متصل، مضطرب، مشہور، متواتر

سوال نمبر4:-(الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تین خصوصیات سپرد قلم کریں؟۲۴=۸×۳

(ب) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا سن ولادت لکھیں نیز آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں؟۹=۶+۳

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات سال 2022ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبر 1:- (الف) ضرورت حدیث کو بیان کرنے کے بعد علم حدیث از روئے روایت کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ب) کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ضرورت حدیث:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً ذکر فرمائے ہیں، ان کی تعبیر وتشریح صرف احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ممکن ہے۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کے لیے ہمیں اسوہ حسنہ یعنی اسوۂ رسول کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک کے احکام کی عملی تصویر ہمیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مثلاً نماز، زکوۃ، تیمم، حج اور عمرہ یہ صرف الفاظ ہیں۔ عربی لغت ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتی جو شریعت میں مطلوب ہیں۔ لہٰذا اگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں میسر نہ ہوتیں، تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

علم حدیث از روئے روایۃ:

حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال (تقریرات بھی شامل ہیں) اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔

(ب) اقسام کتب حدیث:

کتب حدیث کی بہت سی انواع واقسام ہیں، جن میں سے دو یہ ہیں:

اربعین: ایسی کتاب جس میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

سنن: ایسی کتاب جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد۔

سوال نمبر 2:- (الف) اربابِ حدیث کے کل کتنے اور کون کونسے مراتب ہیں؟ ان میں سے دو کی تعریف کریں؟

(ب) متن اور سند میں احکام کا فرق تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) ارباب حدیث کے مراتب:

ارباب حدیث کے کل پانچ مراتب ہیں:

1- طالب، 2- شیخ، 3- حافظ، 4- حجت، 5- حاکم

1- طالب: حدیث کا متعلم یعنی حدیث سیکھنے والے کو کہتے ہیں۔

2- شیخ: حدیث کا معلم (پڑھانے والے) کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

(ب) متن اور سند میں احکام کا فرق:

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے، متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا جبکہ فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو، تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی "میزان الاعتدال" میں بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے "عن ابراهيم بن موسى المروزى عن مالك عن نافع عن ابى عمرو رضى الله تعالى عنهما". حدیث "طلب العلم فريضة" کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح "تمہید" میں حافظ ابن البر نے حدیث: "الصلوة بسواك خير من سبعين صلاة" کو باطل کہا ہے، لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ اس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 3:- (الف) جب محدثین کسی سند کے بارے میں "لا يصح" کہیں تو اس سے مراد حدیث کا موضوع ہونا ہوتا ہے یا کچھ اور؟ تفصیلاً جواب دیں۔

(ب) درج ذیل کی تعریفات بیان کریں؟

(i) موقوف، (ii) متصل، (iii) مضطرب، (iv) مشہور، (v) متواتر

جواب: (الف) "لا یصح" کی تحقیق:

جب محدثین کسی سند کے بارے میں "لا یصح" کہیں، تو بعض ناواقف لوگ اس جملہ سے یہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ حدیث موضوع یا باطل ہے جبکہ محدثین کی اصطلاح میں صحیح، غلط یا باطل کا کوئی مقابل نہیں ہوتا بلکہ صحیح کے مقابلہ میں صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف سب کو شامل ہے۔ لیکن جب وہ "لا یصح" کہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحیح لذاتہ نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں یہ صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہو سکتی ہے۔

(ب) تعریفاتِ اصطلاحات:

موقوف: وہ حدیث جس میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

مضطرب: جس حدیث کی سند یا متن میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کردی جائے۔

مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حدِ تواتر سے کم ہو۔

متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان رواۃ کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

سوال نمبر 4:- (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تین خصوصیات سپرد قلم کریں؟

(ب) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا سن ولادت لکھیں نیز آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ خیر القرون علی الاطلاق قرن اول میں پیدا ہوئے، جس قرن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرن کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

(۲) آپ نے حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے۔

(۳) حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عائشہ بن عجرد وغیرہم صحابہ کرام سے آپ کو شرف روایت بھی حاصل ہے۔

(ب) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا سال ولادت: آپ کی ولادت 93ھ میں ہوئی۔

عشق رسول کا جذبہ: آپ کی شخصیت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھی، مدینہ منورہ کے ذرّے ذرّے سے آپ کو پیار تھا۔ آپ وہاں اس خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیادہ چلے ہوں، سواری پر نہ بیٹھتے تھے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلِ سنت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات **2023**

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ



مفتی محمد الحسند نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الاولیٰ: العقائد و الکلام

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات حل کریں

حصہ اوّل...... عقائد نسفی

سوال نمبر ۱: قال اهل الحق حقائق الاشياء ثابتة

(الف) اھل الحق سے کون مراد ہیں؟ نیز حقائق الاشیاء ثابتۃ اس کے ذریعے کن کا رد کیا جا رہا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) علم کے اسباب بیان کرنے کے بعد حواس سلیمہ بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) خبر متواتر کی تعریف تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر ۲: (الف) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات کلام اور تکوین کی تشریح قلمبند کریں؟ ۱۰

(ج) کیا الہام علم کا سبب ہے؟ ۵

سوال نمبر ۳: (الف) درج ذیل میں سے تین کی وضاحت کریں؟ ۱۵

(۱) البعث حق (۲) الوزن حق (۳) الحوض حق (۴) الصراط حق

(ب) خلفاء راشدین کی فضیلت اور ترتیب افضلیت تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ دوم...... الحق المبین

سوال نمبر ۴: (الف) تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جامع مضمون لکھیں؟ ۲۰

(ب) لزوم کفر اور التزام کفر کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: (الف) توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار کرنا درست ہے؟ تفصیل سے جواب دیں؟ ۱۵

(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کا مسلک تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: (الف) اصالت و افضلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۵

(ب) براہین قاطعہ کس کی تصنیف ہے؟ اور کیوں لکھی گئی؟ اس میں افضلیت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حوالے سے کیا توہین کی گئی ہے؟ ١٠

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

پہلا پرچہ: عقائد وکلام

حصہ اوّل...... عقائد نسفی

سوال نمبر ا: قال اهل الحق حقائق الاشياء ثابتة

(الف) اھل الحق سے کون مراد ہیں؟ نیز حقائق الاشیاء ثابتۃ اس کے ذریعے کن کا رد کیا جا رہا ہے؟

(ب) علم کے اسباب بیان کرنے کے بعد حواس سلیمہ بیان کریں؟

(ج) خبر متواتر کی تعریف تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اہل حق سے مراد لوگ:

اہل حق سے مراد ''اہل السنۃ والجماعۃ'' ہیں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کی۔

حقائق الاشیاء ثابتہ کے ذریعے جن لوگوں کا رد ہے:

سوفسطائیہ فرقہ ''حقائق الاشیاء ثابتہ'' کے منکر ہیں۔ اس عبارت سے ان کے تینوں فرقوں عنادیہ، عندیہ اور لاادریہ کا رد کیا جا رہا ہے۔

اسباب علم:

اسباب علم تین ہیں: (۱) صحیح حواس (۲) سچی خبر (۳) عقل

حواس سلیمہ:

جس قوت کے ذریعے کسی چیز کو محسوس کیا جائے اسے حس کہتے ہیں، جس کی جمع حواس ہے۔ سلیم سے مراد ہے کہ وہ سلامت ہوں اور ان میں کوئی عیب نہ ہو مثلاً اندھا، بہرا نہ ہو۔ ظاہر حواس پانچ ہیں:

(۱) سمع: سننے کی طاقت، (۲) بصر: دیکھنے کی طاقت (۳) شم: سونگھنے کی طاقت (۴) ذوق: چکھنے کی قوت (۵) لمس: چھونے کی قوت۔

جس حس (قوت) کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس سے صرف اسی چیز کی پہچان حاصل ہوگی جیسے آنکھ کے ذریعے صرف دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا دیکھنے کے لیے یہی حس یعنی بصر ہی استعمال ہوگی۔

(ج) خبر متواتر:

خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں، جو اتنی بڑی قوم کی زبانوں پر ہو جس کا عقلی طور پر جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو۔

سوال نمبر۲: (الف) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ بیان کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات کلام اور تکوین کی تشریح قلمبند کریں؟

(ج) کیا الہام علم کا سبب ہے؟

جوابات: (الف) اللہ کی صفات ازلیہ:

اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ درج ذیل ہیں: (۱) علم (۲) قدرت (۳) حیات (۴) قوت (۵) سمع (۶) بصر (۷) فعل (۸) صفت کلام (۹) صفت تکوین (۱۰) صفت مشیت وارادہ (۱۱) ترزیق

(ب) صفت کلام کی تشریح:

اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور اس کی صفت کلام ازلی ہے۔ اللہ کا کلام حروف اور آواز سے مرکب نہیں۔ اللہ کی صفت کلام سکوت اور آفت کے منافی ہے۔ اللہ اسی کلام کے ساتھ متکلم، حکم دینے والا، منع فرمانے والا اور خبر دینے والا ہے۔

صفت تکوین کی تشریح:

تکوین (پیدا فرمانا) اللہ کی صفت ازلی ہے اور وہ اللہ کا کائنات اور کائنات میں موجود ہر شے کا پیدا فرمانا ہے بلکہ اللہ کے علم وارادہ کے مطابق اس کے مناسب وقت پر۔

(ج) الہام کا سبب علم ہونا یا نہ ہونا:

الہام سے علم مخلوق کے لیے علم ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ ایک شخص ہوتا ہے اور جس شخص کو الہام ہوا اس کو علم حاصل ہوگا۔ یعنی الہام علم کا سبب ہے صرف اس شخص کے لیے جس کو الہام ہوا ہے۔

سوال نمبر۳: (الف) درج ذیل میں سے تین کی وضاحت کریں؟

(۱) البعث حق (۲) الوزن حق (۳) الحوض حق (۴) الصراط حق

(ب) خلفاء راشدین کی فضیلت اور ترتیب افضلیت تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اصطلاحات کی وضاحت:

(۱) البعث حق:

البعث کا معنی ہے قبروں میں سے زندہ اٹھانا اور یہ حق ہے یعنی روز قیامت تمام ارواح کو اللہ تعالیٰ کی

قبروں سے زندہ اٹھائے گا۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ

(۲) الوزن حق:

الوزن سے مراد ہے بندے کے اعمال کا وزن ہونا۔ یعنی قیامت کے دن بندے کے اعمال کو تولا جائے گا۔ قرآن میں ہے: اَلْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ جن کتابوں میں اعمال لکھے ہوئے ہیں ان کا وزن ہوگا۔ پس یہ برحق ہے۔

(۳) الحوض حق:

حوض سے مراد حوض کوثر ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور یہ برحق اور ثابت شدہ اور پہلے سے موجود ہے۔

(۴) الصراط حق:

صراط سے مراد ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر ہے، بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ اہل جنت اس کو عبور کریں گے اور اہل نار کے قدم اس سے پھسل جائیں گے۔

(ب) خلفاء راشدین کی فضیلت اور ترتیب افضلیت:

ہمارے نبی تو تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ کے بعد انبیاء اور حضرت ابوبکر کو افضلیت حاصل ہے۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی کی افضلیت پر سلف صالحین اور اہل سنت کا اتفاق ہے۔

حصہ دوم...... الحق المبین

سوال نمبر۴: (الف) تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جامع مضمون لکھیں؟

(ب) لزوم کفر اور التزام کفر کسے کہتے ہیں؟

جوابات: (الف) تعظیم رسول آیات قرآنی کی روشنی میں:

قرآن کریم میں جہاں عقائد و عبادات اور حسن معاملات کا درس دیا گیا ہے وہاں آداب و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس بھی دیا گیا ہے۔ اس بارے میں کثیر آیات قرآنیہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی (علیہ السلام) کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

(۲) وَلَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

(اے ایمان والو!) تم آپ کو رَاعِنَا کے الفاظ سے یاد نہ کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کے الفاظ سے یاد کرو۔

(۳) لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

وہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے معاملات میں) اپنا حاکم تسلیم نہ کرلیں۔

(۴) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔

اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب میں گرفتار کرے جبکہ آپ ان میں تشریف فرما ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (علیہ السلام) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام پیش کرو جس طرح سلام پیش کرنے کا حق ہے۔

(۶) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۝

اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(ب) لزوم کفر کی وضاحت:

لزوم کفر کا معنی ہے "کفر کا لازم ہونا" بعض اوقات ایک کلام سے کفر لازم ہوتا ہے مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا، تو یہ لزوم کفر ہے۔

التزام کفر کی وضاحت:

التزام کفر کا معنی ہے کفر کو اپنے اوپر لازم کرنا۔ یعنی جب قائل کو بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام سے کفر لازم ہے، اس کے باوجود وہ اس پر ڈٹا رہے، تو اسے التزام کفر کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۵: (الف) توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار کرنا درست ہے؟ تفصیل سے جواب دیں؟

(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کا مسلک تحریر کریں؟

جوابات: توہین رسالت میں عرف یا قائل کی نیت کا اعتبار درست نہیں:

توہین رسالت میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، توہین آمیز عبارت پڑھتے ہوئے یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ قائل نے نیت کی ہے یا نہیں، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز

الفاظ بولتے ہوئے نیت کا اعتبار نہیں ہوتا اور کلمہ توہین ہر صورت میں توہین ہی قرار پاتا ہے بشرطیکہ قائل کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کلمہ، کلمہ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں بغیر نیت توہین کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا۔ دیکھئے صحابہ کرام کو بہ نیت تعظیم "راعنا" کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو "راعنا" کہنے سے منع کر دیا، اور اس حکم کے بعد اس کلمے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولنا توہین اور موجب عذاب قرار دے دیا۔

مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کا مسلک تحریر کریں؟

(ب) مسئلہ تکفیر میں اہل سنت کی فکر و فلسفہ:

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، بابیوں، بہائیوں، حتیٰ کہ ندویوں، کانگریسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ گویا بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے۔ جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکا۔ اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم و التزام کفر کی تحقیق لکھنے با امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہ احتیاط مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

(ملاحظہ فرمایئے الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی، ص ۶۲)

حیرت ہے ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں، انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ عوام کی توجہ ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے لیکن باخبر لوگ پہلے بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

ہمارا مسلک:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام

کفر کرلے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا اعتبار کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی یا ایک ندوی نے ایک التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہوگئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بناء پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ چہ جائے کہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن، اہل حق، اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس۔ اس کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے۔ اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ لیگی، نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

سوال نمبر۶: (الف) اصالت وافضلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) براہین قاطعہ کی تصنیف ہے؟ اور کیوں لکھی گئی؟ اس میں افضلیت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کیا توہین کی گئی ہے؟

جواب: افضلیت واصالت مصطفویہ پر مضمون:

اظہار کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فرد مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہیئت مخصوصہ اس کے ساتھ مختص نہیں، تو اس کمال کو مخصوص کے لیے اس بناء پر تسلیم کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں، جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصل بالکل صحیح ہے۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فروع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔ بخلاف عیب کے یعنی یہ ضروری نہیں کہ فرع کا عیب اصل کے عیب کی دلیل بن جائے، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے درخت کی بعض ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں مگر جڑ تازہ رہتی ہے اس لیے کہ اگر جڑ ہی خشک ہوجاتی تو اس کی ایک شاخ بھی سرسبز وشاداب نہیں رہتی اور جب سوائے چند شاخوں کے سب ٹہنیاں سرسبز وشاداب ہوں تو معلوم ہوگا کہ جڑ تازہ ہے اور یہ چند شاخیں جو مرجھا کر خشک ہوگئی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی اور باطنی طور پر ان کا تعلق اصل سے ٹوٹ گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض

اوقات فرع کا عیب اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے، جب اصل میں عیب پایا جائے اور جب اصل کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو تو پھر فروع کا کوئی عیب اصل کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ اصل کائنات یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہے۔ خود نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی دلیل ہے، کیونکہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں بار بار تعریف کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ نقص و عیب مذمت کا موجب ہے نہ کہ تعریف کا۔ لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ نبی پاک ہر عیب سے پاک ہیں۔

(ب) براہین قاطعہ کے مصنف کا نام:

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔

براہین قاطعہ لکھنے کی وجہ:

یہ انوار ساطعہ کے رد میں لکھی گئی ہے۔ مصنف کے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد خلاف شرع امور کی روک تھام ہے اور ان امور سے روکنا ہے جو کتاب ہذا کے مصنف کے نزدیک خلاف سنت و خلاف شرع ہیں۔ حالانکہ بنظر انصاف سے دیکھا جائے تو وہ امور جن کا رد کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی خلاف شرع نہیں۔

افضلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے توہین آمیز عبارت:

اس میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، کیونکہ شیطان اور ملک الموت کا علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: الميراث

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر۱: (الف) خاوند اور بیوی کے مکمل احوال بیان کریں؟ ۱۰

(ب) ماں اور باپ کے مکمل احوال تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۲: (الف) کتاب اللہ میں کتنے اور کون سے فروض ہیں؟ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) عصبہ بنفسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۳: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ فَاِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) علم فرائض کو نصف العلم کہنے کی دو وجہیں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۴: (الف) تصحیح کے قوانین میں سے ایک قانون تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) ردّ کے قوانین میں سے ایک قانون قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۵: درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟ ۱۰×۴=۴۰

(۱)	باپ	تین بیٹیاں		
(۲)	سگی بہن	ماں	چچا	
(۳)	شوہر	ماں	بیٹا	
(۴)	بیوی	دادی	چچا	
(۵)	شوہر	ماں	سگی بہن	
(۶)	ماں	باپ	بیٹی	بیٹا

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

دوسرا پرچہ: میراث

سوال نمبر ۱: (الف) خاوند اور بیوی کے مکمل احوال بیان کریں؟

(ب) ماں اور باپ کے مکمل احوال تحریر کریں؟

جوابات: (الف) شوہر (خاوند) کے احوال:

شوہر کے دو احوال ہیں:

(i) نصف:

یہ اس صورت میں ملے گا جب نہ تو میت کی اولاد ہو اور نہ ہی اس کے بیٹے کی اولاد میں نیچے تک کوئی موجود ہو۔

(ii) ربع:

یہ اس صورت میں ملے گا جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد میں نیچے تک کوئی موجود ہو۔

بیوی کے احوال:

بیوی کے دو احوال ہیں:

(i) ربع:

یہ اس صورت میں ملے گا جب نہ تو میت کی اولاد ہو اور نہ ہی اس کے بیٹے کی اولاد میں سے کوئی نیچے تک موجود ہو۔

(ii) ثمن:

یہ اس صورت میں ملے گا جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد میں نیچے تک کوئی موجود ہو۔

(ب) ماں کے احوال:

ماں کے تین احوال ہیں:

(i) سدس:

یہ اس صورت میں ملے گا جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) کوئی موجود ہو۔ یا کم از کم دو بہن بھائی موجود ہوں۔ خواہ دونوں عینی ہوں، علاتی ہوں یا اخیافی ہوں۔

(ii) جمیع مال کا ثلث:

یہ اس صورت میں ملے گا جب میت کا (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) کوئی موجود نہ ہو اور نہ ہی دو یا دو سے زائد بہن بھائی موجود ہوں۔

(iii) مابقی کا ثلث:

یہ اس صورت میں ملے گا جب میت نے ماں، باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہو۔

باپ کے احوال:

باپ کے تین احوال ہیں:

(i) فرض مطلق:

(یعنی سدس) یہ اس صورت میں ملے گا جب میت کا بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے تک کوئی پڑپوتا وغیرہ موجود ہو۔

(ii) فرض مع التعصیب:

ذوفرض بن کر فرضی حصہ بھی پائے گا او عصبہ بھی بنے گا۔ اس صورت میں جب میت کی بیٹی یا پوتی یا اس سے نیچے تک کوئی پڑپوتی وغیرہ موجود ہو۔

(iii) تعصیب محض:

یہ ذوفرض نہ ہوگا بلکہ صرف بطور عصبہ حصہ پائے گا اس صورت میں جب میت کی اولاد، اس کے بیٹے کی اولاد اور پوتے کی اولاد نیچے تک کوئی موجود نہ ہو۔

سوال نمبر۲: (الف) کتاب اللہ میں کتنے اور کون سے فروض ہیں؟ بیان کریں؟

(ب) عصبہ بنفسہ کی اقسام سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) کتاب اللہ میں مذکور فروض:

کتاب اللہ میں چھ فروض مذکور ہیں:

نوع اول:

(i) نصف (۱/۲) (ii) ربع (۱/۴) (iii) ثمن (۱/۸)

نوع ثانی:

(iv) ثلثان (۲/۳) (v) ثلث (۱/۳) (vi) سدس (۱/۶)

(ب) عصبہ بنفسہ کی اقسام:

عصبہ بنفسہ کی چار اقسام ہیں:

میت کی جزء:

تمام عصبات میں وراثت کا سب سے زیادہ حقدار

(۱) میت کے بیٹے، یہ نہ ہوں تو

(۲) میت کے پوتے، یہ نہ ہوں تو پھر

(۳) ان کے بیٹے یعنی پڑپوتے، یہ بھی نہ ہوں تو پھر

(۴) ان کے بیٹے یعنی لکڑ پوتے (نیچے تک جہاں بھی کوئی بیٹا موجود ہو)

(ii) میت کی اصل:

اگر میت کی جزء میں سے کوئی نیچے تک موجود نہ ہو تو پھر وراثت کے سب سے زیادہ حقدار:

(۱) میت کا باپ، اگر یہ نہ ہو تو پھر

(۲) میت کا دادا، اگر یہ نہ ہو تو پھر

(۳) میت کا پڑدادا، اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر

(۴) میت کا لکڑ دادا (اوپر جہاں تک بھی کوئی موجود ہو)

(iii) میت کے باپ کی جزء:

اگر باپ دادا میں کوئی اوپر تک موجود نہ ہو تو پھر وراثت کے سب سے زیادہ حقدار:

(۱) میت کے بھائی، اگر یہ نہ ہوں تو

(۲) میت کے بھائی کے بیٹے، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر

(۳) تو ان کے بیٹے (نیچے تک جہاں بھی کوئی موجود ہو)

(iv) میت کے دادا کی جزء:

اگر میت کے باپ کی جزء میں سے کوئی نیچے تک بھی موجود نہ ہو تو پھر وراثت کے سب سے زیادہ حقدار:

(۱) یعنی میت کے چچے، اگر یہ نہ ہوں تو

(۲) ان کے بیٹے، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر

(۳) ان کے بیٹے (نیچے تک جہاں بھی کوئی موجود ہو)

سوال نمبر۳: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْھَا النَّاسَ

فَاِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم فرائض کو نصف العلم کہنے کی دو وجہیں تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب العبارۃ:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ:

''علم فرائض سیکھو اور سکھاؤ، کیونکہ یہ نصف علم ہے۔''

(ب) علم الفرائض کو ''نصف علم'' کہنے کی وجوہات: اور انسانی حالت کا اعتبار:

انسان کی دو حالتیں ہیں، ایک کا تعلق زندگی سے اور دوسری کا تعلق موت سے ہے۔ علم الفرائض کے علاوہ دیگر تمام علوم کا تعلق زندگی سے ہے جبکہ موت کا تعلق علم الفرائض سے ہے، چونکہ فرائض کا تعلق ایک حالت سے ہے اور ایک دو حالتوں کا نصف ہے، اس لیے اسے نصف علم قرار دیا گیا ہے۔

(ii) ترغیب:

علم الفرائض کو محض ترغیب دلانے کے لیے ''نصف علم'' کہا گیا ہے۔

سوال نمبر۴: (الف) تصحیح کے قوانین میں سے ایک قانون تحریر کریں؟

(ب) ردّ کے قوانین میں سے ایک قانون قلمبند کریں؟

جوابات: (الف) تصحیح کا پہلا قانون:

ورثاء میں جتنے فریق ہیں، ان میں اوران کے سہام میں تماثل کی نسبت ہو، تو پھر اس صورت میں تصحیح کی ضرورت نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــــــــــــــــت

ماں	باپ	دو بہنیں
سدس (۱/۶)	سدس (۱/۶)	ثلثان (۲/۳)
۱	۱	۴ (۲،۲ ہر ایک بہن کو)

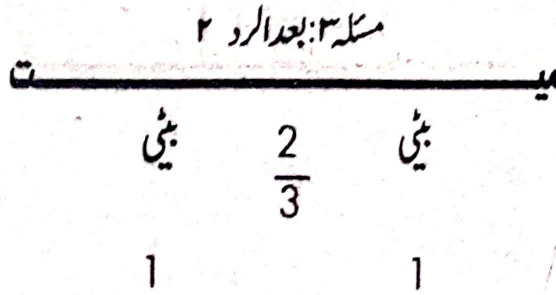
چونکہ سہام اور رؤوس برابر ہیں اس لیے سب پر برابر تقسیم ہو جائیں گے۔

(ب) ردّ کا پہلا قانون:

مسئلہ میں جنس ایک ہو اور من لا یرد علیہ نہ ہو، تو اس صورت میں جمیع رؤوس کو دیکھیں گے، جتنے رؤوس

ہوں گے اتنے سے مسئلہ بنائیں گے۔

مثال:



مسئلہ ۳: بعد الرد ۲

میـــــــــــــــــــــــت

بیٹی		بیٹی
	2/3	
1		1

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟

(۱) باپ تین بیٹیاں

(۲) سگی بہن ماں چچا

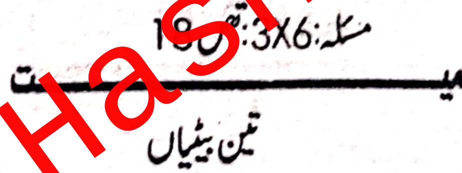
(۳) شوہر ماں بیٹا

(۴) بیوی دادی چچا

(۵) شوہر ماں سگی بہن

(۶) ماں باپ بیٹی بیٹا

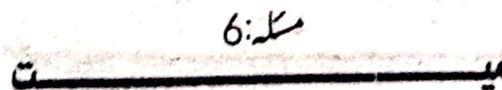
جوابات:



1) مسئلہ: 3X6: تصحیح 18

میـــــــــــــــــــــــت

تین بیٹیاں	باپ
2/3	1/6 + عصبہ
4	2 = 1 + 1
12	6



2) مسئلہ: 6

میـــــــــــــــــــــــت

چچا	ماں	سگی بہن
عصبہ	1/3	1/2
1	2	3

3

مسئلہ:12

میـــــــــــــــــــت

شوہر	ماں	بیٹا
1/4	1/6	عصبہ
3	2	7

4

مسئلہ:12

میـــــــــــــــــــت

بیوی	دادی	چچا
1/4	1/6	عصبہ
3	2	7

5

مسئلہ: 6 بالعول 8

میـــــــــــــــــــت

شوہر	ماں	سگی بہن
1/2	1/3	1/2
3	2	3

6

مسئلہ:3X6:تص18

میـــــــــــــــــــت

ماں	باپ	بیٹا	بیٹی
1/6	1/6	عصبہ	
1	1	4	
3	3	12	
3	3	8	4

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: الفقه

نوٹ: صرف تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر۱: وينعقد بلفظ النكاح والتزويج والهبة والتمليك والصدقة وقال الشافعي لا ينعقد الا بلفظ النكاح والتزويج لان التمليك ليس حقيقة فيه ولا مجازا عنه لان التزويج للتلفقي والنكاح للضم۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صورت مسئلہ واضح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) لفظ وصیت کے ساتھ نکاح منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں؟ وجہ ضرور تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) ایجاب اور قبول کا مفہوم بیان کریں؟ ۴۔

سوال نمبر۲: (ومن زنى بامرأة حرمت عليها امها وبنتها وقال الشافعي الزنالا يوجب حرمة المصاهرة لانها نعمة فلاتقال بالمحظور

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صورت مسئلہ واضح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشافع کا مؤقف مع الدلائل پرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) ''المصاہرۃ'' سے کون سا رشتہ مراد ہے؟ ۳

سوال نمبر۳: وَلِلْحُرِّ اَنْ يَتَزَوَّجَ اَرْبَعًا مِّنَ الْحَرَائِرِ وَالْاَمَاءِ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَتَزَوَّجَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَالتَّنْصِيْصُ عَلَى الْعَدَدِ يَمْنَعُ الزِّيَادَةَ عَلَيْهِ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس کا ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مذکورہ مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۰

(ج) مذکورہ مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف تحریر کریں؟ ۳

سوال نمبر۴: الكفاءة في النكاح معتبرة قال عليه السلام الا لايزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الكفاء لان انتظام المصالح بين المتكافيين عادة لان الشريفة تابى ان تكون مستفرشة للخسيس فلابد من اعتبارها

(الف) عبارت کا ترجمہ کرکے مذکوہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) احناف کے نزدیک کل کتنے اور کون کون سے امور ہیں جن میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے؟ ۱۰

(ج) مہر مثلی سے کیا مراد ہے؟ ۳



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبرا: وينعقد بلفظ النكاح والتزويج والهبة والتمليك والصدقة وقال الشافعي لا ينعقد الا بلفظ النكاح والتزويج لان التمليك ليس حقيقة فيه ولا مجازا عنه لان التزويج للتلفقي والنكاح للضم .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صورت مسئلہ واضح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) لفظ "وصیت" کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ وجہ ضرور تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) ایجاب اور قبول کا مفہوم بیان کریں؟ ۴

جوابات: (الف)

ترجمہ: "یہ (نکاح) لفظ تزویج، ہبہ، تملیک اور صدقہ کے ذریعے بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ صرف لفظ نکاح اور تزویج کے ذریعے منعقد ہوتا ہے' کیونکہ لفظ تملیک اس کے بارے میں حقیقی مفہوم نہیں رکھتا اور اسے مجازی طور پر بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (لفظ) تزویج، تلفیق (ملانے) کے لیے استعمال ہوتا ہے اور لفظ نکاح، ضم (ملانے) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تشریح وتوضیح:

مذکورہ بالا عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کون سے الفاظ کے ذریعے نکاح منعقد ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک پانچ الفاظ کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ نکاح، تزویج، ہبہ، تملیک اور صدقہ۔

ایک فریق یہ کہے: تم میرے ساتھ نکاح کر لو، تم میرے ساتھ تزویج (شادی) کر لو، تم مجھے اپنا آپ ہبہ کر دو، تم مجھے مالک بنا دو، تم مجھے صدقہ کر دو اور دوسرا فریق یہ کہے: میں نے تم سے نکاح کیا، میں نے تم سے تزویج (شادی) کی، میں نے تمہیں اپنا آپ ہبہ کیا اور میں نے تمہیں اپنا مالک بنایا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح صرف دو الفاظ کے ذریعے منعقد ہوتا ہے: ایک نکاح اور

دوسرا تزویج۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ لفظ "تملیک" نکاح کے مفہوم پر نہ تو حقیقی طور پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مجازی طور پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ تزویج کا مطلب ایک دوسرے سے ملانا اور لفظ نکاح کا مطلب ضم کرنا ہے۔

(ب) لفظ "وصیت" کے ساتھ نکاح کا حکم:

لفظ وصیت کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

نکاح نہ ہونے کا سبب:

نکاح کا تعلق حیات سے ہوتا ہے اور وصیت کا تعلق وفات کے بعد ہوتا ہے جس کی تعمیل وفات کے بعد ضروری ہے۔

(ج) ایجاب وقبول کا مفہوم:

عاقدین کی جانب سے بحوالہ عقد صادر ہونے والا پہلا کلام ایجاب کہلاتا ہے اور ایجاب کے بعد عاقد آخر کی جانب سے صادر ہونے والا دوسرا کلام قبول کہلاتا ہے۔ ایجاب وقبول کا لفظی اور زبانی طور پر ہونا ضروری ہے۔ تحریری طور پر ایجاب وقبول سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

سوال نمبر۲: (ومن زنی بامرأة حرمت عليها امها وبنتها وقال الشافعي الزنا لا يوجب حرمة المصاهرة لانها نعمة فلا تنال بالمحظور)

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صورت مسئلہ واضح کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشافع کا مؤقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ج) "المصاہرۃ" سے کون سا رشتہ مراد ہے؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ:

اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا، تو اس پر مزنیہ کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی۔ امام شافعی کہتے ہیں: زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ یہ (مصاہرت) ایک نعمت ہے، لہٰذا حرام چیز سے اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

زنا سے حرمت مصاہرت کا مسئلہ:

عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو آیا اس سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک ثابت ہوگی جبکہ امام شافعی کے نزدیک ثابت نہ ہوگی۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف وشوافع کا موقف مذہب مع الدلائل:

احناف کا مذہب مع دلائل:

احناف کے نزدیک زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ وطی جزء ہونے کا سبب بنتی ہے اولاد کے واسطے کی وجہ سے یہاں تک کہ وطی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو میاں بیوی میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر منسوب کیا جا سکتا ہے اور اس اصول کے نتیجے میں جس عورت کے ساتھ زنا کیا گیا ہے' اس کے اصول وفروع پر زنا کرنے والے مرد کے اصول وفروع کی مانند ہو جائیں گے۔ اس کے برخلاف بھی اسی طرح ہوگا اور کسی جزء سے تمتع کرنا حرام ہے۔

شوافع کا موقف مع الدلائل:

امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع ایک دوسرے کے لیے حرام نہ ہوں گے۔

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ السَّمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا

کہ اس آیت کے ذریعے مصاہرت کو محترم اور لائق تعظیم بنایا، نعمت قرار دیا ہے۔ زنا فعل حرام ہے اور فعل حرام سے نعمت کا حصول نہیں ہو سکتا۔

(ج) رشتہ ''مصاہرت'' کا معنی:

رشتہ مصاہرت سے مراد ہے سسرالی رشتے۔

سوال نمبر۳: وَلِلْحُرِّ اَنْ يَّتَزَوَّجَ اَرْبَعًا مِّنَ الْحَرَائِرِ وَالْاَمَاءِ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَالتَّنْصِيْصُ عَلَى الْعَدَدِ يَمْنَعُ الزِّيَادَةَ عَلَيْهِ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ج) مذکورہ مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ:

آزاد مرد کے لیے آزاد عورتوں اور باندیوں میں سے چار سے (بیک وقت) نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن اس سے زائد سے نکاح جائز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے سبب:

''پس نکاح کرو جو عورتیں تم کو اچھی لیں دو دو، یا تین تین، یا چار چار اور عدد معین پر زیادتی سے صراحتاً منع کیا گیا ہے۔

(ب) مسئلہ کی تشریح وتوضیح:

اس مسئلہ میں آزاد مرد کے لیے چار آزاد عورتوں یا باندیوں سے بیک وقت نکاح کرنا جائز ہے خواہ وہ چاروں آزاد عورتیں ہوں یا چاروں باندیاں ہوں یا دو باندیاں اور پھر دو آزاد عورتیں ہوں۔ ہر صورت میں مرد صرف چار عورتوں کو ہی اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں لفظ رباع سے چار کے عدد کی صراحت کردی گئی ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں امام شافعی کا مؤقف:

امامِ شافعی کے نزدیک یہ قانون صرف آزاد عورتوں کے لیے ہے باندیوں کے لیے اسے ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ باندیوں سے نکاح کا جواز ضرورتاً ثابت ہے اور یہ ضرورت ایک باندی سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس لیے صرف ایک باندی سے نکاح کرنے کی اجازت ہے چار سے نہیں۔

سوال نمبر۴: الكفاءة في النكاح معتبرة قال عليه السلام الا لايزوج النساء الا الاولياء ولا يزوجن الا من الكفاء لان انتظام المصالح بين المتكافيين عادة لان الشريفة تابى ان تكون مستفرشة للخسيس فلابد من اعتبارها

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) احناف کے نزدیک کل کتنے اور کون کون سے امور ہیں جن میں کفات کا اعتبار کیا گیا ہے؟

(ج) مہر مثلی سے کیا مراد ہے؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ:

نکاح میں کفاءت معتبر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خبردار عورتوں کا نکاح نہ کریں مگر ولی اور نہ نکاح کریں مگر کفو سے۔ اس لیے عام طور پر مصلحتوں کا نظم وانتظام دو ہم کفو کے درمیان ہی ہو جاتا ہے، کیونکہ شریف عورت رذیل مرد کا فراش بننے سے انکار کر دیتی ہے۔ لہٰذا کفاءت کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ مسئلہ کی تشریح:

صاحب ہدایہ کے نزدیک کفاءت فی النکاح ضروری اور شرط ہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی اس کی اہمیت واضح کردی گئی ہے۔ ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ نکاح کا بنیادی مقصد مصلحتوں اور اخروی منافع کے نظم وانتظام کا حصول اور ان کا اہتمام ہے۔ یعنی نکاح کے بعد زوجین دنیا میں بھی باہم اطمینان وسکون کی زندگی گزارتے ہیں اور ان کے ذریعے توالد وتناسل میں اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عفت و پاکدامنی سے متصف ہوجاتے ہیں، اس لیے آخرت میں بھی ثواب پاتے ہیں۔

لیکن اگر کفو نہیں ہوگا اور عورت شریف گھرانے کی ہو، تو وہ خسیس اور رذیل شوہر کی فراش بننے سے اپنی بے عزتی سمجھے گی، اس سے عار محسوس کرے گی اور نکاح کرنے سے انکار کردے گی۔ اس لیے بہتر ہے کہ کفاوت کو معتبر مانا جائے تا کہ کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

(ب) کفاءت میں چار امور معتبر ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار امور ایسے ہیں جن میں کفاءت کا اعتبار کیا جائے گا۔

(۱) حسب ونسب (۲) دین ومذہب (۳) تنگدستی وخوشحالی (۴) پیشہ وخاندان

(ج) مہر مثل کی تعریف:

مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو اس عورت کے خاندان کی عورتوں کا عمومی مہر مقرر کیا گیا ہو۔ مہر مثل میں عورت کی بہنوں، پھوپھیوں اور چچازاد بہنوں کا اعتبار کیا جائے گا۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پا

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 3

الورقة الرابعه: الحدیث

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو دو سوالات حل کر

حصہ اوّل...... مسند امام اعظم

سوال نمبرا: ان عبدالله بن رواحة كانت له راعية تتعاهد

فتعاهدتها حتى سمنت الشاه واشتغلت راعية ببعض الغن

الشاة وقتلها فجاء عبدالله وفقد الشاة فاخبرته الراعية بامرها

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکورہ واقعہ مکمل

(ب) خط کشیدہ صیغہ حل کریں؟ ۵

سوال نمبر۲: عن ابن عمر قال قال رسول الله صی الله علیہ

لاقدر لم يخرجون منه الى الزندقة فاذا لقيتموهم فا

مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشيعوهم شيعة الدجال

حق على الله ان يلحقهم بهم في النار

(الف) سند سمیت حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں ''تقدیر'' کے عنوان پر ایک مختصر مگر جامع

سوال نمبر۳: اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ الله

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ۔

(الف) سند سمیت حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کون سا علم حاصل کرنا فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ سپرد قلم کر

حصہ دوم...... آثار السنن

سوال نمبر۴: قال رسول الله لو يعلم المارين يدى المصلى

ان يقف اربعين خير اله من ان يمر بين يديه

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز اس کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) سترہ کی مقدار بیان کریں؟ نیز بتائیں کہ سترہ کی لکڑی فقط رکھ دینا

ضروری ہے؟ ۱۰

سوال نمبر۵: عن طاؤس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم يضع يده اليمنی علی يده اليسریٰ ثم يشدبهما علیٰ صدره وهو فی الصلوٰة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ امام نیموی نے مذکورہ مسئلہ میں کتنے اور کون کون سے مذاہب بیان کیے ہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب مع الدلیل سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر۶: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) حدیث شریف سے ثابت کریں کہ آمین کو آہستہ پڑھنا مسنون ہے؟ ۱۰

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

الورقة الرابعه: الحديث

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل ...... مسند امام اعظم

سوال نمبر۱: ان عبدالله بن رواحة كانت له راتية تتعاهد غنمه وانه امرها تتعاهد شاة فتعاهد عها حتى سمنت الشاه واشتغلت الرهية ببعض الغنم فجاء الذنب فاختلس الشاة وقتلها فجاء عبدالله وفقد الشاة فاخبرته الراعية بامرها فلطمها

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکورہ واقعہ مکمل بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ صیغہ حل کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی تھی جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ آپ نے اسے ایک بکری کا خاص طور پر دھیان رکھنے کو کہا، وہ اس کا بہت خیال رکھتی یہاں تک کہ وہ موٹی تازی ہوگئی۔ ایک دن وہ لونڈی کام میں مصروف تھی کہ اس دوران ایک بھیڑیا آیا اور اس خاص بکری کو کھا گیا/ مار

دیا۔ جب حضرت عبداللہ آئے اور اس بکری کو نہ پایا، تو لونڈی نے آپ کو اس کے متعلق بتایا اور آپ نے اس لونڈی کو تھپڑ مار دیا۔

حدیث میں مذکورہ مکمل واقعہ:

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی تھی، جو آپ کی بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی، آپ نے اس لونڈی کو ایک بکری کا خاص طور پر خیال رکھنے کا حکم دیا ہوا تھا، وہ لونڈی اس بکری کا باقی سب سے زیادہ خیال کرتی یہاں تک کہ وہ بکری تگڑی ہو گئی۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام میں مشغول تھی کہ اس دوران ایک بھیڑیا اچانک آ گیا اور اس بکری کو مار دیا، حضرت عبداللہ نے اس بکری کو نہ پا کر اس کے متعلق پوچھا' تو بتایا گیا کہ اسے بھیڑیئے نے مار دیا ہے۔ یہ جان کر آپ کو غصہ آ گیا اور اس لونڈی کو تھپڑ مار دیا۔ وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوئے اور اس بات کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے فرمایا: تم نے ایک مومن عورت کے چہرے پر مارا ہے، انہوں نے عرض کیا: وہ سیاہ فام ہے اور اسے کوئی علم نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کو بلوایا، آپ نے اس سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمان میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول۔ آپ نے فرمایا: یہ مومن ہے تم اس کو آزاد کر دو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

خط کشیدہ صیغہ:

تتعاهد: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفاعل۔

سوال نمبر ۲: عن ابن عمر قال قال رسول الله صى الله عليه وسلم يجيء قوم يقولون لاقدر ثم يخرجون منه الى الزندقة فاذا لقيتموهم فلا تسلموا عليهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشيعوهم شيعة الدجال ومجوس هذه الامة حق على الله ان يلحقهم بهم فى النار

(الف) سند سمیت حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں "تقدیر" کے عنوان پر ایک مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جو تقدیر کی منکر ہوگی اور کہے گی کہ تقدیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے، تو وہ اسلام سے نکل کر بے دینی میں داخل ہو جائے گی۔ جب (اس کے لوگ) وہ تم سے ملیں تو انہیں سلام نہ کرنا۔ اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو بیمار

پرسی نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے کے ساتھ نہ جانا، کیونکہ وہ دجال کے ساتھی ہوں گے اور امت کے مجوس۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ انہیں ان لوگوں کے ہمراہ دوزخ میں داخل کرے۔

زندیق/زندقہ کی تشریح:

زندقہ "زندیق" سے مشتق ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن وسنت کے نصوص میں اپنی مرضی کے مطابق ردوبدل کر لیتا ہے اور اپنے من پسند کے معنی مراد لیتا ہے اور اس بات کا حامی ہے کہ انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے یعنی تقدیر کا انکار کرتا ہے۔

مجوس کی تشریح:

مجوس ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر آگ کی پرستش کرتے ہیں۔

تقدیر کے عنوان پر مضمون:

یہ بھی عقائد ایمان میں سے عقیدہ ہے۔ یہ انسان تقدیر پر ایمان لائے، دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی، بدی وہ سب اللہ کے علم میں ہے۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب جانتا ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر بندہ مجبور ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم عمل کرو، اس لیے ہر شخص کو آسانی فراہم ہوگی جو شخص اہل جنت سے ہوگا، اس کے لیے اہل جنت کا عمل آسان کر دیا جائے گا اور جو شخص جہنمی ہوگا اس ک لیے اہل جہنم کا عمل آسان کر دیا جائے گا۔

معتزلہ کے نزدیک انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے یعنی اپنی مرضی سے اٹھنا، بیٹھنا اور چلنا پھرتا ہے۔

مسلمان کہلانے والا ایک فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ انسان کو اپنے افعال کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔

مسلمان کہلانے والا ایک فرقہ وہ ہے جو تقدیر کا مکمل طور پر منکر ہے، منکرین تقدیر کی مذمت میں ایک حدیث درج ذیل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تقدیر کے منکرین پر لعنت کی ہے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو ان لوگوں سے بچنے کی تلقین کی اور ان پر لعنت کی ہے۔

سوال نمبر ۳: اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

(الف) سند سمیت حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کون سا علم حاصل کرنا فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ؟ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ الحدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

وہ علم جس کی طلب فرض عین ہے:

''علم کی طلب ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔'' یہاں علم سے مراد علم دین ہے جس کا جاننا ہر مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت سب پر فرض ہے۔ علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے، جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے۔ عوام کا علم عوام کے لیے جاننا ضروری وفرض ہے۔ ایسے احکام کا جاننا جن کا اللہ تعالٰی نے انسان کو مکلف کیا ہے، جن کا کرنا اور نہ کرنا اس پر ضروری ہے۔ ان سب کا جاننا اس کے لیے ضروری ہے۔ ان کی صراحت قرآن مجید میں مذکور ہے۔

وہ علم جس کی طلب فرض کفایہ ہے:

اسی طرح احکام شرعیہ کی تمام فروعات کا علم حاصل کرنا' قرآن مجید کی صریح آیات کا جاننا، آثار و احادیث کا علم حاصل کرنا ہر شخص کے لیے ضروری نہیں لیکن چند افراد کے لیے اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے کہ وہ تمام پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وسنت سے کرسکیں۔

حصہ دوم...... آثار السنن

سوال نمبر۴: قال رسول اللہ لو یعلم المارین یدی المصلی ماذا علیہ من الاثم لکان ان یقف اربعین خیر الہ من ان یمربین یدیہ

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز اس کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) سترہ کی مقدار بیان کریں؟ نیز بتائیں کہ سترہ کی لکڑی فقط رکھ دینا جائز ہے یا زمین میں گاڑنا ضروری ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم جان لو کہ نمازی کے سامنے سے گزر جانے پر کتنا گناہ لازم آتا ہے' تو تمہارے نزدیک چالیس (سال) ٹھہرنا نمازی کے آگے سے گزرنے کی بنسبت زیادہ بہتر ہوتا۔

تشریح:

نمازی کے سامنے سے گزرنا نماز کی توہین ہے' اس بے ادبی سے بچنے کے لیے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ نیز گزرنے والے کو شیطان کہا گیا ہے، کیونکہ اس سے نمازی کا دھیان نماز کی طرف سے ہٹ جاتا ہے، اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے۔

(ب) سترہ کی مقدار:

سترہ کی مقدار ایک انگل موٹی اور ایک ہاتھ لمبی لکڑی ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ لمبی لکڑی کو زمین پر رکھنے یا گاڑنے کا حکم۔

لکڑی کو زمین پر رکھا جا سکتا ہے لیکن اس کا گاڑنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے' تو وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ دے۔ اگر وہ نہ پائے تو عصا گاڑ دے اور اگر وہ بھی نہ پائے' تو خط کھینچ دے۔

سوال نمبر ۲: عن طاؤس قال كان النبي صى الله عليه وسلم يضع يده اليمنى على يده اليسرى ثم يشدبهما على صدره وهو في الصلوٰة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ امام نیموی نے مذکورہ مسئلہ میں کتنے اور کون کون سے مذاہب بیان کیے ہیں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب مع الدلیل سپرد قلم کریں؟

جواب (الف): ترجمۃ الحدیث:

حضرت طاؤس بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر اسے اپنے سینے پر رکھا حالت نماز میں۔

مذکورہ مسئلہ میں مذکور مذاہب:

یہاں دو مذہب بیان ہوئے ہیں:

(۱) نماز میں ہاتھ باندھے جائیں گے یا نہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرائض میں نہیں باندھے جائیں گے اور نوافل میں باندھے جائیں گے۔

(۲) امام شافعی کا مذہب بیان ہوا ہے کہ سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب:

احناف کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی ناف کے نیچے باندھے گا۔

اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: "میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ناف کے نیچے۔"

(ii) حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ابومجلز کو سنایا، راوی نے کہا: میں نے اس سے دریافت کیا کہ میں ہاتھ کیسے رکھوں؟ تو انہوں نے کہا: وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ہتھیلی کے ظاہر کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

سوال نمبر ۱: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حدیث شریف سے ثابت کریں کہ آمین کو آہستہ پڑھنا مسنون ہے۔

جواب: اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام کہے: "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کے موافق ہوگئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(ب) "آمین بالجہر" کے عدم جواز پر احادیث:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے: تم امام سے جلدی نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہے تو تم آمین کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع اور جب وہ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے: تو تم کہو: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

(۲) حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جہراً بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں پڑھتے تھے۔ نہ ہی تعوذ اور نہ ہی آمین۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الحديث

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

پہلا حصہ ...... مؤطا امام مالك رضی الله عنه

سوال نمبر۱: عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ فِي الْقُرْاٰنِ۔

(الف) اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مقدار رضاعت میں آئمہ کا اختلاف لکھیں؟ ۵

سوال نمبر۲: مالك انه بلغه ان عثمان ابن عفان اتى بامراة قدولدت فى ستة اشهر فامر بها ان ترجم فقال له على بن ابى طالب ليس ذالك عليها فان الله يقول فى كتابه وحمله وفصاله ثلثون شهرا وقال والوالدات الخ .

(الف) سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤقف کو کس طرح ثابت کیا؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حد کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ ۵

سوال نمبر۳: مالك عن زيد بن اسلم عن رجل من بنى ضمرة عن ابيه انه قال سئل عن رسول الله عن العقيقة فقال لا احب العقوق وقال من ولدله ولدفا حب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ کریں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''لا احب العقوق'' کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) خط کشیدہ کی صرفی تحقیق کریں۔ ۱۰

دوسرا حصہ...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر۴: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ

الصَّلٰوۃَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ ۵

سوال نمبر۵: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُجَبَّرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّهُ رَأٰى سَالِمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يُدْخِلُ اِصْبَعَهُ فِيْ اَنْفِهٖ اَوْ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ يُخْرِجُهَا وَفِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ فَيَفْتِلُهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ

(الف) سند سمیت حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نکسیر آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ ۵

سوال نمبر۶: عن عطاء بن يسار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا شك احدكم في صلاته فلا يدري كم صلي ثلاثا ام اربعا فليقم فليصل ركعة ويسجد سجدتين وهو جالس قبل التسليم فان كانت الركعة التي صلى خامسة شفعها بهاتين السجدتين وان كانت رابعة فالسجدتان ترغيم للشيطان .

(الف) حدیث شریف کا اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) سجدۂ سہو کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟ سجدۂ سہو سلام کے بعد کیا جاتا ہے یا سلام سے پہلے؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اول) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

پانچواں پرچہ: حدیث

پہلا حصہ...... مؤطا امام مالک رضی اللہ عنہ

سوال نمبر۱: عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ فِي الْقُرْاٰنِ .

(الف) اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مقدار رضاعت میں آئمہ کا اختلاف لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

عمرہ بنت عبدالرحمٰن زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالے سے روایت کرتی ہیں: وہ فرماتی ہیں پہلے یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی: ''دس مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے''۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ کا حکم باقی رہ گیا۔ آپ کے وصال تک یہ قرآن کا حصہ تھی اور اس کی تلاوت کی جاتی رہی۔

(ب) مقدار رضاعت میں آئمہ کا اختلاف:

مقدار رضاعت میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام شافعی کا مؤقف:

امام شافعی کے ہاں پانچ گھونٹ دودھ پینا حرمت رضاعت پیدا کرتا ہے۔

امام ابوعبید، ابوثوری اور داؤد کا مؤقف:

ان کے نزدیک مقدار رضاعت تین گھونٹ ہے۔

امام ابوحنیفہ کا مؤقف:

آپ کے نزدیک مطلقاً دودھ پینا رضاعت پیدا کر دیتا ہے، خواہ کتنا ہی پیے ایک گھونٹ یا آدھا بشرطیکہ شیر خوارگی کی مدت میں ہو۔

سوال نمبر۲: مالك انه بلغه ان عثمان ابن عفان اتی بامراة قدولدت فی ستة اشهر فامر بها ان ترجم فقال له علی بن ابی طالب لیبس ذالك علیها فان الله یقول فی كتابه وحمله وفصاله ثلثون شهر اوقال والوالدات الخ ۔

(الف) سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ نیز بتائیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤقف کو کس طرح ثابت کیا؟

(ب) حد کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو خبر ملی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک عورت لائی گئی

جس نے (شادی کے) چھ ماہ بعد بچہ کو جنم دیا، تو حضرت عثمان نے حکم جاری کیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا اسے سنگسار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ فرمایا (ماؤں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو کامل دو برس تک دودھ پلائیں) الخ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف:

حضرت علی نے اپنا مؤقف اس طرح ثابت کیا اور فرمایا: جب حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے اور مدت رضاعت دو برس ہے، تو پیچھے چھ ماہ رہ گئے جو کہ مدت حمل ہے۔ لہٰذا اس عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے اجتہاد کو مانتے ہوئے ایک قاصد سزا کو رکوانے کے لیے روانہ کیا مگر تب تک عورت کو سنگسار کیا جا چکا تھا۔

(ب) حد کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

حد لغوی معنیٰ ہے ''روکنا'' اصطلاحی طور پر حد ایک قسم کی سزا ہے، جس کی مقدار شریعت کی طرف سے مقرر ہے کہ اس میں کمی وبیشی نہیں ہو سکتی۔ اس سے مقصود لوگوں کو ایسے برے کاموں سے باز رکھنا ہے جن کی سزا یہ ہے۔

سوال نمبر۳: مالك عن زيد بن اسلم عن رجل من بني ضمرة عن ابيه انه قال سئل عن رسول الله عن العقيقة فقال لا احب العقوق وقال من ولدله ولدفا حب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ کریں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''لا احب العقوق'' کی وضاحت کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی صرفی تحقیق کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

بنو ضمرہ سے تعلق رکھنے والے صاحب اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو ایسا اسے کرنا چاہیے۔

لا احب العقوق کی وضاحت:

عقوق ''عاق'' کی جمع ہے اور جو لڑکا والدین کا نافرمان ہو اسے عاق کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ قطع رحم کا مرتکب اور والدین کا نافرمان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: میں عقوق پسند نہیں کرتا یعنی ماں باپ کی

نافرمانی کو۔

(ب) خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

سئل: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول مہموز العین از باب فَتَحَ یَفْتَحُ

لَا اُحِبُّ: صیغہ واحد متکلم نفی فعل مضارع معلوم مضاعف ثلاثی از باب افعال

دوسرا حصہ...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر۴: اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا کیا حکم ہے؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے، تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرتے، پھر جب رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ بلند کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اپنے ہاتھ بلند فرماتے، پھر فرماتے۔ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' اور پھر فرماتے ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ''۔

(ب) احناف کے نزدیک رفع یدین کا حکم:

تکبیر تحریمہ کے وقت مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے گا جبکہ عورت اپنے کندھوں تک بلند کرے گی۔ تاہم رکوع و سجود سے اٹھتے وقت رفع یدین ہرگز نہیں کیا جائے گا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔ آپ کے مؤقف کی تائید میں یہ حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑوں کی دمیں'' نماز میں حرکت پیدا نہ کرو''۔

زیر بحث حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی ترجمان ہے، جبکہ یہ روایت دوسری احادیث مبارکہ کے ساتھ منسوخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ

کرنے کا ہے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب ۔

سوال نمبر۵: اَخْبَرْنَا مَالِكٌ اَخْبَرْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْمُجَبّرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ بْـنَ الْخَطَّابِ اَنَّهُ رَاٰى سَالِمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يُدْخِلُ اِصْبَعَهُ فِيْ اَنْفِهٖ اَوْ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ يُخْرِجُهَا وَفِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ فَيَفْتِلُهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ

(الف) سند سمیت حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نکسیر آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب اوپر سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر روایت کرتے ہیں: انہوں نے دیکھا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنی ایک یا دو انگلیاں اپنی ناک میں داخل کیں پھر انہیں نکالا، تو اس میں تھوڑا سا خون لگا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے مل دیا، پھر نماز ادا کی اور از سر نو وضو نہیں کیا۔

(ب) نکسیر آنے سے وضو کا حکم:

نکسیر کے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ نکسیر کا دوران خون بہہ رہا ہو، لیکن اگر خون بہنے والا نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

سوال نمبر۶: عن عطاء بن يسار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا شك احدكم في صلاته فلا يدري كم صلى ثلاثا ام اربعا فليقم فليصل ركعة ويسجد سجدتين وهو جالس قبل التسليم فان كانت الركعة التي صلى خامسة شفعها بهاتين السجدتين وان كانت رابعة فالسجدتان ترغيم للشيطان ۔

(الف) حدیث شریف کا اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) سجدۂ سہو کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟ سجدۂ سہو سلام کے بعد کیا جاتا ہے یا سلام سے پہلے؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث:

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے اور اس کو پتہ نہ چلے کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں تین یا چار تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت مزید ادا کر لے۔ بعد میں جب وہ بیٹھا ہوا ہو تو دو مرتبہ سجدۂ سہو کرے یا سلام پھیرنے

سے پہلے کرے۔ اگر یہ اس کی ادا کی ہوئی رکعت پانچویں ہوگی تو دو سجدے اسے جفت کردیں گے۔ اگر یہ چوتھی ہوگی تو دو سجدے شیطان کو رسوا کردیں گے۔

(ب) سجدۂ سہو جن صورتوں میں واجب ہوتا ہے:

(۱) نماز میں جو چیزیں واجب ہیں، اگر ان میں سے کوئی چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے۔

(۲) پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے میں اتنی دیر لگادی کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ سکے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔

سجدۂ سہو کا سلام سے پہلے یا بعد میں کرنا:

[illegible] نماز کے آخر میں پہلے دائیں طرف سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے اور دوبارہ التحیات سے دعا تک پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے یعنی سجدۂ سہو دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد ادا کیا جائے گا۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: اصول الحدیث

نوٹ: تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبرا: (الف) حجیت حدیث یا تدوین حدیث پر ایک جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۴

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے چار کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ ۴×۵=۲۰

(۱) حجۃ (۲) حاکم (۳) خبر متواتر (۴) خبر مرفوع (۵) محدث (۶) حدیث

سوال نمبر۲: (الف) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت و فطانت اور خصوصیات پر مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۲۰

(ب) حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس حدیث کا اہتمام اور محبت رسول پر جامع مضمون لکھیں؟ ۱۴

سوال نمبر۳: (الف) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شمائل و خصائل اور پند و نصائح سپرد قلم کریں؟ ۲۰

(ب) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر جامع مگر مختصر نوٹ زینت قرطاس کریں؟ ۱۴

سوال نمبر۴: (الف) ظاہر الروایۃ سے مراد کون سی کتابیں ہیں؟ ان کے نام تحریر کریں؟ ۱۴

(ب) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام و نسب بیان کرتے ہوئے ان کے تبدیلی مسلک کی وجہ ذکر کریں؟ ۲۰

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

چھٹا پرچہ: اصول حدیث

سوال نمبرا: (الف) حجیت حدیث یا تدوین حدیث پر ایک جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے چار کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

(۱) حجۃ (۲) حاکم (۳) خبر متواتر

(۴) خبر مرفوع (۵) محدث (۶) حدیث

جوابات: (الف) حجیت حدیث پر نوٹ:

اسلام آخری آسمانی دین ہے جس میں عقائد سے لے کر عبادات تک' حقوق اللہ سے لے کر حقوق العباد تک اور حدود و معاملات کو نہایت جامعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی عبادات و اعمال کے حوالے سے قرآن کریم نے صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، تیمم اور عمرہ وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جو ان الفاظ سے مطلوب و مقصود ہے، قرآن نے اس کی تفصیل بیان نہیں کی اور ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے شرعی معانی و مفاہیم کا سمجھنا صرف اور صرف احادیث نبویہ پر موقوف ہے۔

قرآن کریم میں معمولات و افعال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے چند ایک ارشادات خداوندی درج ذیل ہیں:

(۱) وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے آپ منع کریں اس سے رک جاؤ۔"

(۲) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (المائدہ:۹۲)

"تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔"

(۳) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)

"بے شک تمہارے اعمال کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

(۴) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (آل عمران:۳۱)

"فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو۔"

(۵) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹)

"اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

(۶) يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:۱۵۷)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں۔

ان آیات و ارشاداتِ خداوندی سے ثابت ہوتا ہے کہ احکامِ شرعیہ پر اس وقت عمل ممکن نہیں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و بیان کردہ تفصیلات پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہم احادیث مبارکہ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ ورنہ قرآن پاک ہمارے لیے معمہ بن کر رہ جائے گا۔

تدوین حدیث پر جامع نوٹ:

تدوین حدیث کا عمل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہو چکا تھا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجیت وضرورت حدیث کو خوب سمجھتے تھے۔اس حوالے سے چند حقائق سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بہترین مشغلہ احادیث نبویہ لکھنا تھا، وہ انہیں خوش اسلوبی سے لکھا بھی کرتے تھے، بعض لوگوں نے انہیں یہ بات کہتے ہوئے لکھنے سے منع کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ وقت حالت یکساں نہیں ہوتی، کبھی آپ حالت خوشی میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت غصہ میں بھی، تو تم آپ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتے جاتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: تم لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس تمام صحابہ کرام سے زیادہ ذخیرہ احادیث تھا ماسوائے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے جبکہ میں نہیں لکھا کرتا تھا۔

(۳) فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاریخی اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا، یمن کے ایک شخص (ابوشاہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا: اکتبوا لفلان یعنی تم فلاں آدمی کو یہ خطبہ لکھ دو۔

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ کاروبار بھی کیا کرتے تھے، مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت دربار رسالت میں موجود رہتے، حصول تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہیں سب سے زیادہ احادیث مبارکہ یاد تھیں۔اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر کرم، توجہ اور دعاؤں سے ان کا حافظہ تیز ترین ہو گیا تھا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذوق اور مزاج کے مطابق احادیث مبارکہ کے مجموعے تیار کر رکھے تھے۔

(۶) پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تدوین حدیث کا سلسلہ تابعین اور تبع تابعین نے بھی جاری رکھا، بلکہ ان ادوار میں پہلے سے زیادہ تیزی سے کام جاری رہا، جس کے نتیجہ میں تصنیف وتالف کا وسیع پیمانے میں سلسلہ جاری ہو گیا۔ان لوگوں کی محنت شاقہ، شب وروز کاوشوں اور دینی ذوق کی وجہ سے مؤطا

امام مالک، صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد وغیرہ کتب وجود میں آئیں۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) حجۃ:

جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً یاد ہوں، اس کو حجۃ کہتے ہیں۔

(۲) حاکم:

جس شخص کو تمام احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً یاد ہوں اس کو حاکم کہتے ہیں۔

(۳) خبر متواتر:

اس حدیث کو کہتے ہیں جو ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان رواۃ کا توافق علی الکذب ہونا عادتاً محال ہو۔

(۴) خبر مرفوع:

اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کو بیان کیا گیا ہو۔

(۵) محدث:

حدیث کے پڑھانے والے/ استاد/ معلم کو محدث کہتے ہیں۔

(۶) حدیث:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲: (الف) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت وفطانت اور خصوصیات پر مختصر مضمون تحریر کریں؟

(ب) حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس حدیث کا اہتمام اور محبت رسول پر جامع مضمون لکھیں؟

جواب: (الف) امام صاحب کی ذہانت وفطانت پر مضمون:

امام اعظم بے حد ذہین اور زیرک انسان تھے۔ یوں تو حنفی مسلک کے تمام اصول وفروع آپ کی ذہانت اور فطانت کا منہ بولتا ثبوت ہیں لیکن آپ نے اپنی زندگی میں بارہا لوگوں کے بعض ایسے الجھے ہوئے معاملات کا حل پیش کیا، جن کی عقدہ کشائی سے آپ کے تمام معاصرین عاجز آ چکے تھے۔ جب اس وقت کے جلیل القدر آئمہ ومسلم اساتذہ آپ کے فتاویٰ کو دیکھتے تو ان کی عقلیں دنگ رہ جاتیں اور وہ بے اختیار کہہ اٹھتے کہ علم کے جس شہر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ رواں دواں ہیں ہم ہنوز اس کے دروازے

تک بھی نہیں پہنچ سکے۔

آپ کی ذہانت وفطانت کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ امام اعظم بعض دفعہ دوسرے علماء کے فتاویٰ اور قضایا کی اصلاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قاضی ابولیلیٰ کے ہاں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے اپنی مجنونہ بیوی کو کچھ کہا تو اس نے جواب میں اسے یا ابن الزانیین کہا۔ قاضی نے عورت کو مسجد میں کھڑا کیا اور اس پر دوبار حد لگائی۔ امام اعظم کو جب اس فیصلے کی خبر امام اعظم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ابولیلیٰ نے اس فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں: اولاً یہ کہ مجنونہ پر حد لگائی حالانکہ جنون کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

ثانیاً: یہ کہ مسجد میں حد لگائی ہے حالانکہ مسجد امن کی جگہ ہے۔

ثالثاً: عورت کو کھڑا کر کے حد قائم کی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ رابعاً: یہ کہ عورت نے ایک کلمہ کے ذریعے تہمت لگائی تھی اور ایک کلمہ کے ساتھ اگر ساری دنیا پر بھی تہمت لگائی جائے تو ایک حد واجب ہے۔ اس لیے اس پر دو حدوں کے قائم کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ خامساً یہ تھی کہ تہمت خاوند کے ماں باپ پر لگی اور وہ غائب تھے خاوند کو شکایت کا حق تھا اور نہ مطالبہ کا۔ سادساً: یہ تھی کہ دوسری حد پہلی حد سے صحت یاب ہونے سے قبل لگائی، حالانکہ اصول یہ ہے کہ اگر دو حدیں جاری کرنی ہوں تو ایک سے صحت یاب ہونے کے بعد دوسری حد لگائی جاتی ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) امام اعظم خیر القرون علی الاطلاق قرن اول میں پیدا ہوئے جس قرن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرن کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

(۲) آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے۔

(۳) حضرت انس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، عائشہ بنت عجرد وغیرہم صحابہ کرام سے آپ کو شرف روایت بھی حاصل ہے۔

(۴) آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کی تعداد دیگر تمام آئمہ کے اساتذہ وتلامذہ سے زیادہ ہے۔

(۵) آپ کے طریق اجتہاد سے تمام آئمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفة فى الفقه"

(۷) امام اعظم کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا اور کوئی مسلک نہیں پہنچا جیسے ہندوستان، پاکستان، روم، ترکی اور ماوراء النہر وغیرہ۔

(ب) امام مالک کا درس حدیث کا اہتمام کرنا:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے، عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ درس حدیث کے درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ روایت حدیث فرما رہے تھے، اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ پہلو بدلا اور نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس قدر حدیث مبارکہ کا ادب و احترام فرماتے تھے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم:

آپ کی شخصیت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھی، مدینہ کے ذرہ ذرہ سے پیار کرتے تھے۔ اس مقدس شہر میں کبھی سواری پر نہ بیٹھتے، آپ کو یہ خیال ستاتا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پیدل چلے ہوں۔ لہٰذا جہاں پر آقا پیدل چلے ہوں وہاں پر غلام سواری پر چلے' تو یہ نہ تو انداز محبت ہے اور نہ طور غلامی۔

سوال نمبر۳: (الف) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شمائل و خصائل اور پند و نصائح سپرد قلم کریں؟

(ب) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور فتنہ خلق قرآن پر جامع مگر مختصر نوٹ تحریر کریں؟

جوابات: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شمائل و خصائل:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فیاض و سخی تھے، اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے تھے۔ بے حد غیور اور خوددار تھے۔ اہل جاہ و حشم اور ارباب ثروت و اقتداء سے کبھی کوئی طمع یا لالچ کی توقع نہ رکھی، بے حد خلیق اور بامروت تھے۔ اگر کوئی عقیدت و محبت سے نذرانہ پیش کرتا تو قبول کر لیتے اور فیاضی طبع ہونے کی وجہ سے اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔

ایک معاصر کہتے ہیں: امام شافعی سے بڑھ کر میں نے کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ ایک رات میں مسجد سے ان کے ساتھ ان کے گھر تک آیا۔ میں کسی شرعی مسئلہ میں ان سے محو گفتگو تھا کہ ایک غلام آیا اور کہنے لگا: میرے آقا نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ تھیلی نذر کی ہے' آپ نے وہ تھیلی رکھ لی۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے وہ تھیلی

اٹھا کر اسے دے دی۔

پندونصائح:

آپ کے اقوال نصیحت آمیز اور کلام حکمت سے لبریز ہوتے تھے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگوں کے بہت بڑے خیر خواہ تھے۔ آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) علم کی طلب کرنا نفلی نماز سے بہتر ہے اور جو کوئی دنیا و آخرت کی سعادت کا طالب ہو وہ علم اور اس کے مقتضی پر عمل کو لازم کرے۔

(۲) جو شخص اپنی عزت و جاہت کو قائم رکھ کر انا نیت سے علم حاصل کرنا چاہے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جو عجز و انکساری سے علم حاصل کرے، وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

(۳) جو شخص اپنے احباب کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے، وہ اس کی خیر خواہی کرتا ہے اور جو لوگوں کے سامنے اس کو نصیحت کرتا ہے، وہ اس کو رسوا کرتا ہے۔

(ب) امام احمد اور فتنہ خلق قرآن:

۲۱۲ھ میں مامون رشید نے ''خلق قرآن'' کے مکروہ عقیدہ کا اظہار کیا اور فرقہ معتزلہ کی مدد سے اس کو پھیلاتا رہا۔ ۲۱۷ھ میں اس نے بغداد میں قاضی اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے: اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا اس آیت میں اللہ نے قرآن کو مجعول فرمایا ہے اور جو مجعول ہو وہ مخلوق ہے۔ لہٰذا تم لوگوں کے سامنے یہ عقیدہ پیش کرو جو اس کا اقرار کرے اس کو امان دے دو اور جو انکار کرے اس کا جواب لکھ کر مجھے بھیج دو۔ بہت سے سرکردہ لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے اپنی جان بچانے کے لیے اس کو قبول کر لیا۔ امام احمد سے جب اس سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے سوا کچھ نہیں کہتا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ قاضی اسحاق نے یہ جواب لکھ کر خلیفہ کو بھیج دیا، خلیفہ نے جواب میں لکھا کہ جو کوئی عقیدہ خلق قرآن سے موافقت نہ کرے اس کو درس دینے اور فتویٰ دینے سے روک دو۔

پھر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد لکھا کہ اب جو موافقت نہ کریں ان کو قید کر کے فوج کے حوالے کر دو۔ اگر خلق قرآن کا اقرار کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس دھمکی سے خوفزدہ ہو کر امام احمد اور محمد بن نوح وغیرہ کے سواء بغداد کے تمام علماء نے اس عقیدہ کا اقرار کر لیا اور قاضی کے حکم کے مطابق امام احمد کو گرفتار کر کے مامون کی طرف بھیج دیا گیا۔

امام احمد کے شاگرد احمد بن غسان کا کہنا تھا کہ خلیفہ کے حکم پر مجھے اور امام احمد کو گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا کہ راستہ میں آپ کو خبر ملی کہ خلیفہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر امام احمد نے اس عقیدہ کا اقرار نہ کیا تو ان کو اور ان کے شاگردوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس وقت امام احمد نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: اے اللہ!

اس فاجر کو آج اتنی جرأت ہوگئی کہ یہ تیرے اولیاء کو للکارتا ہے۔ اگر تیرا قرآن غیر مخلوق ہے تو تو ہم سے اس مشقت کو دور فرما۔ ابھی تہائی رات ہی گزری تھی کہ سپاہی دوڑتے ہوئے آئے اور کہا: اے ابوعبداللہ! تم واقعی سچے ہو اور قرآن غیر مخلوق ہے۔ خدا کی قسم! خلیفہ ہلاک ہوگیا۔

۲۱۸ھ میں مامون کے مرنے کے بعد اس کے بھائی معتصم باللہ نے تختِ حکومت سنبھالا۔ وہ بھی فرقہ معتزلہ کا حامی تھا، اس نے بہت کوشش کی کہ آپ کو اس طرف مائل کر سکے مگر ناکام رہا۔ بالآخر ۲۲۰ھ میں اس نے امام احمد کو دربار میں بلایا، اس وقت آپ کی عمر ۵۶ سال تھی۔

خلیفہ کے سامنے طویل مناظرہ ہوا۔ امام احمد کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور اللہ کی صفت ہے۔ اگر یہ حادث ہو تو اللہ کی ذات محل حوادث بن جائے گی جو کہ محال ہے۔ خلیفہ سے امام احمد کی اس دلیل کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ بالآخر معتزلی قاضی اور معتزلی علماء نے کہا: ہم فتویٰ دیتے ہیں کہ اس شخص کا خون بہانا آپ پر مباح ہے۔ آپ اس کو قتل کر دیں۔

خلیفہ نے جلاد کو بلایا اور اس کو کہا: امام احمد کے جسم پر کوڑے مارو۔ ایک جلاد جب کوڑے مار کر تھک جاتا تو اس کا دوسرا ساتھی آ جاتا لیکن آپ اپنے مؤقف پر ثابت قدم اور ڈٹے رہے۔

سوال نمبر ۴: (الف) ظاہر الروایۃ سے مراد کون سی کتابیں ہیں؟ ان کے نام تحریر کریں؟

(ب) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام و نسب بیان کرتے ہوئے ان کی تبدیلی مسلک کی وجہ ذکر کریں؟

جواب: (الف) ظاہر الروایہ سے مراد کتابیں:

امام محمد کی وہ کتابیں مراد ہیں جن سے متعلق تواتر سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی تصانیف ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مبسوط (۲) الجامع الکبیر (۳) الجامع الصغیر (۴) السیر الصغیر

(۵) السیر الکبیر (۶) زیادات

(ب) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام و نسب:

تیسری صدی کے جلیل القدر محدث، ناشر فقہ حنفی اور بے مثال فقیہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پورا نام و نسب اس طرح ہے: الامام الحافظ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مصر میں وادی نیل کے کنارے ''طحا'' نامی بستی، جس میں آپ پیدا ہوئے، کی نسبت سے ''طحاوی'' کہلاتے تھے۔

تبدیلی مسلک:

ابتداء آپ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد و پیروکار تھے۔ آپ نے بعد میں فقہ حنفی کو اختیار

کرلیا اور اشاعت فقہ حنفی میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبدیلی مسلک کی وجہ یوں لکھی ہے:

امام طحاوی ابتداءً شافعی المذہب تھے، ایک دن انہوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا، برخلاف مذہب ابوحنیفہ کے۔ امام طحاوی کو مذہب حنفی پر پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا: میں اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں، جو میری ہلاکت پر راضی ہو، پھر انہوں نے شافعیت کو چھوڑ دیا، اور حنفی مسلک کو اختیار کیا اور اس مسلک کے عظیم مجتہد بن گئے۔

☆☆☆☆